إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ — عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل
قادیان

اخبار ◆ ہفتہ میں دوبار

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے جاری فرمایا

نمبر ۱۷ | مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۲۶ء | یوم جمعہ | مطابق ۱۷ صفر ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا کے فضل سے خیر و عافیت ہے ۔

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ میں بھی خیریت ہے ۔

مولوی عبد السلام صاحب ان دنوں کشمیر تشریف لے گئے ہوئے ہیں ۔

مولانا مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان بمشورہ حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ۔ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب و مولوی محمد دین صاحب بی اے اہم مقامی امور سر انجام فرما رہے ہیں ۔

ایک صاحب جن کا نام امیر علی ہے ۔ جزائر غرب الہند سے اور سید عمر شاہ صاحب دمشق سے تشریف لائے ہیں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ڈلہوزی میں

حضرت صاحب کی صحت کی رپورٹ حسب ذیل ہے :۔

۱۹ اگست ۔ صبح سردرد اور پیچش کی شکایت تھی ۔ دن میں طبیعت اچھی رہی ۔ چنانچہ ڈیان کنڈ تشریف لے گئے ۔ یہ اونچی پہاڑی کوٹھی سے تقریباً پانچ یا چھ میل کے فاصلہ پر ہے حضور پیدل تشریف لے گئے ۔ اور واپس آئے ۔

۲۰ اگست ۔ آج صبح طبیعت کسی قدر خراب تھی دس گیارہ بجے کے قریب حضور باہر تشریف لے گئے ۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد تشریف لائے ۔

خطبہ جمعہ والنزعت غرقاً الخ پر پڑھا ۔ جماعت کے لئے کام کرنے کا طریق سمجھایا ۔ آج شیخ مبارک اسمٰعیل صاحب اور شیخ مسعود احمد صاحب حضور کی ملاقات کے لئے تشریف لائے ۔

۲۲ اگست ۔ طبیعت خدا کے فضل سے اچھی رہی ۔

۲۳ اگست ۔ طبیعت بھی اچھی ہے ۔ کل کالاٹوپ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے ۔ [illegible]

اخبار احمدیہ

فیروزپور سابق تبلیغی سکرٹری کی کارگذاری

جماعت احمدیہ فیروزپور کے مخلص اور باہمت نوجوان سکرٹری تبلیغ چودھری احمد جان صاحب فیروزپور قلعہ سے تبدیل ہوکر دارجیلنگ جارہے ہیں۔ فیروزپور سے یہ آخری رپورٹ ان کی طرف سے آئی ہے جس میں انہوں نے اپنے کام کو مختصراً ظاہر کیا ہے۔ فتح محمد سیال۔ ناظر دعوۃ وتبلیغ

خاکسار نے صیغہ تبلیغ کا چارج ستمبر ۱۹۲۱ء میں لیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور حضرت اقدس کی دعاؤں سے اس صیغہ کا کام جیسا کہ مرکز کی سالانہ رپورٹوں سے پایا جاتا ہے۔ نہ صرف عمدہ بلکہ دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں اعلیٰ رہا۔ چنانچہ ۱۹۲۲ء کی مجلس مشاورت کے موقعہ پر حضرت اقدس نے جماعت فیروزپور کی سالانہ رپورٹ کو نمائش کے کمرہ میں دوسرے سکرٹریوں کے لئے بطور نمونہ رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اس دوران میں دو نئے صیغوں کا افتتاح ہوا۔ جو صیغہ تبلیغ کے ساتھ ملحق ہے۔ (۱) ایجنسی الفضل (۲) احمدیہ بک ڈپو۔ پہلے صرف ۱۸ خریدار تھے۔ اب ۳۱ پرچے ایجنسی کے نام جاتے ہیں۔ اور ان احباب کی تعداد علیحدہ ہے۔ جن کو براہ راست پرچے جاتے ہیں۔ چار غیر احمدی خریدار ہیں۔ مجلس مشاورت ۱۹۲۴ء کے فیصلہ کے بعد فیروزپور میں احمدیہ بک ڈپو کا افتتاح کیا گیا۔ ۱۵ اپریل سے ۱۳ جولائی تک ۸۲ روپے ۹ آنے کی کتب فروخت کی گئیں۔ اور ۱۱۳ روپے ۴ آنے کی اسوقت جماعت کے پاس قابل فروخت ہیں۔

احمدیہ لائبریری کی ۱۹۲۵ء کے شروع میں ازسرنو تجدید کی گئی ۵۵ روپیہ کی کتب نئی خرید کر رکھی گئیں۔ دستی پریس پر من انصاری الی اللہ کے سرکلر شائع کئے گئے۔ جس پر حضرت اقدس نے اظہار خوشنودی فرمایا۔ مگر افسوس ہے۔ یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ بیرونی دستخط جماعتوں میں متعدد دورے کئے گئے۔ اور ناظر صاحب دعوت وتبلیغ نے اس غرض کے لئے تیس روپے عنایت کئے۔ باوجود اس کے جو ذمہ واری بحیثیت سکرٹری تبلیغ خاکسار پر عائد ہوتی تھی۔ اور جس کی ادائگی کا احساس صرف اس وقت تھا۔ بلکہ اب بھی ہے۔ میں نادم ہوں کہ بوجہ اپنی کمزوریوں کے بخوبی اپنے کام کو سرانجام نہیں دے سکا۔ اللہ تعالیٰ کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔

چونکہ یہ عاجز ایک ایسے مقام پر جارہا ہے۔ جہاں اس وقت کوئی باقاعدہ جماعت نہیں (خدا کرے کہ اب وہاں ہوجائے) اس لئے جماعت کی برکات سے محرومی اور دارالامان سے دوری کا خوف ضرور ہے۔ لہٰذا دعا خاص فرماکر مشکور فرمایا جائے کہ اللہ تعالیٰ حامی وناصر رہے۔

خاکسار احمد جان عفا اللہ عنہ سابق سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ فیروزپور

نظم

جذبات گوہر

(از جناب ذوالفقار علی خان صاحب گوہرؔ)

ہر گل میں رنگ و بو ہے تری یاسمن میں کیا
بیٹھے ہیں کیا گلاب میں کیا نسترن میں کیا

افسردہ دل ہیں غنچہ و گل باغبان اُداس
کیا جانے کہدیا ہے صبا نے چمن میں کیا

انداز دلربا ہیں تو اطوار دلفریب
شاطراب لڑ رہا ہے ترے بانکپن میں کیا

یاران ہموطن نے کیا خانماں خراب
میں کیا کروں وطن کو دھرا ہے وطن میں کیا

مُردوں میں جان پڑگئی تیرے کلام سے
اعجاز عیسوی ہے تجھ سے ہر سخن میں کیا

دم بھر نہیں قرار انہیں ایک حال پر
بھر دی ہے کوٹ کوٹ کے شوخی بدن میں کیا

وہ عرض حال پر مرے کہتے ہیں بار بار
کیا جانے بک رہا ہے یہ دیوانہ پن میں کیا

مری زبان سے میری کہانی ذرا سنو
رکھا ہے داستان غم کو ہکن میں کیا

مجھ کو تو وہ جنوں ہے جو رہتا ہے ایک سا
صحرا ہے خار دار میں کیا اور چمن میں کیا

دیکھا ہے کس نے گھور کے ساقی کی بزم میں
یہ آگ سی لگی ہے مرے تن بدن میں کیا

ہم سے نہیں تو غیر سے ایفائے عہد کیوں
یہ امتیاز عادت پیمان شکن میں کیا

دیکھا کسی زباں میں یہ طرز دلکشی
ہے کوئی برق پارہ تمہارے دہن میں کیا

جز طعنہ ہائے غیر سخن ہائے دلخراش
گوہر کیا رکھا ہے تری انجمن میں کیا

ضروری اعلان

بہت سے احباب انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان کے گذشتہ ٹریکٹوں کا پورا فائل طلب کرتے ہیں۔ اس لئے اب پچھلے ٹریکٹ دوبارہ چھپوا دئے گئے ہیں۔ آج تک کے کل ٹریکٹ دوبارہ منگوانے کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں جو صاحب نئے ممبر بنیں گے۔ ان کو یہ فائل بھی بھیجا جائیگا۔ ممبر کے لئے داخلہ ۱۲ ہوا چندہ ۱۲ مقرر ہے۔

(۲) سلسلہ اشاعت کو وسیع کرنے کی غرض سے احمدی طلباء جو تبلیغ کا شوق رکھتے ہیں نیز احمدی مستورات بھی محض ایک ٹکٹ کے ذریعہ ٹریکٹ طلب کرسکتے ہیں۔ مگر ان کا فرض ہوگا کہ وہ دوسروں تک پہنچائیں۔

(۳) اُمراء جو خاص وجوہات کے باعث زبانی تبلیغ سے فائدہ نہیں اٹھاسکتے۔ ان کے پتے مطلوب ہیں۔ احباب ایسے معززین کے پتوں سے آگاہ فرمائیں۔ جن کو مذہبی امور سے لگاؤ ہو۔ ہر قسم کی خط وکتابت مندرجہ ذیل پتہ پر ہونی چاہیئے۔

خاکسار اللہ دتا جالندھری سکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میاں محمد مبارک احمدی مبلغ سندھ کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا وند کریم اسے دراز عمر دے۔

خاکسار غلام محمد احمدی سکول ماسٹر فیروزپور چھاؤنی

درخواست دعا

میری نوکری کا معاملہ تقریباً ۳ سال سے زیر تجویز ہے۔ جس کی بابت ایک بار گورنمنٹ نے بر ہتک تخفیفات کا نوٹس جہلم کمیٹی میں روانہ کیا ہے۔ اس لئے بزرگان ملت سے التماس ہے کہ میرے لئے خاص دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے کامیابی دے۔ الراقم عبدالحکیم احمدی جہلم

دعائے مغفرت

مولوی نورالدین صاحب زیردار حقیقی خاکسار جنہوں نے ۱۸۹۸ء میں بیعت کی تھی ۱۶ اگست ۱۹۲۶ء کو فوت ہوگئے ہیں۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار محمد صدیق از کھوہ۔ ڈاکخانہ بھیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۲۶ء

امام مہدی آکر کیا کریں گے

※

کیا تلوار کے ذریعہ ساری دنیا کو مسلمان بنائینگے؟

※

مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ اور آج کل کے علماء اس عقیدہ کو مسلمان ہونے کی شرطوں میں سے ایک بہت بڑی شرط سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ؑ آسمان سے نازل ہو کر اور امام مہدی زمین سے پیدا ہو کر ساری دنیا میں اسلام کی اشاعت کیلئے یہ طریق اختیار کریں گے کہ تمام غیر مذاہب کے لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں گے۔ پھر جو انکار کریں گے انہیں تلوار کے گھاٹ اتار دیں گے۔ حتیٰ کہ کوئی غیر مسلم روئے زمین پر باقی نہ رہیگا۔ اور ہر طرف مسلمان ہی مسلمان نظر آئیں گے۔ ساری حکومتیں مسلمانوں کی ہو جائینگی۔ اور سب جگہ مسلمانوں کو تسلط واقتدار حاصل ہو جائیگا۔

یہ خیال جس قدر عقل و فکر سے دور ہے۔ حیرت ہے۔ اسی قدر عام مسلمانوں میں مقبول ہے۔ اور علماء تو ایڑیاں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ کہ کب امام مہدی ظاہر ہو کر کفار کو قتل کریں اور کب دنیا کا تمام مال واسباب ان کے سپرد ہو۔ تاکہ وہ عیش و عشرت کر سکیں۔

اول تو یہی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ امام مہدی ایسی جرار فوج لائیں گے کہاں سے۔ جو روئے زمین کے تمام کفار کو باوجود ان کے اس قدر ساز و سامان کے قتل کر دیگی۔ اگر ان کے جنگجو سپاہی بھی ان کے ساتھ ہی پردہ غیب سے رونما ہونگے۔ تو ممکن ہے وہ ایسے ہی ہوں۔ جیسے خیال کئے جاتے ہیں۔ لیکن اگر ان کی بھرتی آج کل کے مسلمان میں سے کی جائیگی۔ تو پھر تو معاملہ ہی صاف ہے جو لوگ ہر جگہ دوسروں سے پٹتے اور ماریں کھاتے پھریں۔ ان سے کس طرح توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ ساری دنیا پر بزور تیغ غالب آجائیں گے۔ سب غیر مسلموں کو قتل کر دیں گے۔ اور ساری دنیا کے حکمران بن جائیں گے۔

دوسرے یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ کیا تلوار کے زور سے آج تک کوئی مذہب ساری دنیا پر پھیلا ہے۔ اور زور کے ساتھ ایک مرکز اور ایک عقیدہ پر ساری دنیا کو جمع کیا جا سکا ہے۔ اگر نہیں تو پھر کسطرح ممکن ہے۔ کہ امام مہدی یہ طریق اختیار کر کے کامیاب ہو جائیں گے۔

تلوار یا توپ و تفنگ کے ذریعہ مذہب کی اشاعت میں کامیابی حاصل کرنے اور ساری دنیا کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کا خیال ایسا باطل اور اتنا لغو ہے کہ تھوڑی سی سمجھ اور عقل رکھنے والا انسان بھی اس کی بطالت اور لغویت کو سمجھ سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان مولویوں اور علماء کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ اور وہ بڑی بے تابی سے اس وقت کے منتظر بیٹھے ہیں۔ جب ان کے خیال کے مطابق امام مہدی ظاہر ہو کر تمام دنیا کے غیر مسلم لوگوں کو قتل کر دیں گے۔ اور ان کے پاس دنیا میں عیش و عشرت منانے کے لئے جس قدر سامان ہیں۔ وہ سب مسلمانوں کے حوالہ کر دیں گے۔

یہ توقع کبھی پوری ہو یا نہ ہو۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ اور خاصکر ان کے علماء اس میں مبتلا ضرور ہیں۔

ایسی حالت میں "جمعیۃ العلماء ہند" کے "واحد ترجمان" اخبار الجمعیۃ (۶ اگست ۱۹۲۶ء) کی حسب ذیل سطور نہایت حیرت اور تعجب کے ساتھ پڑھی جائیں گی:

"جن لوگوں نے مذہبی اختلافات کی تاریخ اور ان کی حقیقت کا نظر غور سے مطالعہ کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ان اختلافات کو مٹانا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ خصوصاً حکومت کی طاقت اور تلوار کی دھار تو وہ ضعیف ترین آلہ ہے۔ جو اس مقصد کے لئے بارہا استعمال کیا گیا ہے۔ اور ہمیشہ ناکام رہا ہے"

اگر یہ صحیح ہے اور بالکل صحیح ہے تو ہم پوچھتے ہیں یہی علماء امام مہدی کے متعلق کیوں یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ وہ تلوار کی دھار سے مذہبی اختلافات کو مٹا کر ساری دنیا پر اسلام ہی اسلام پھیلائیں گے۔ اور کسی ایسے شخص کو جو مسلمان نہ ہوگا۔ زندہ نہ رہنے دیں گے۔

دراصل مسلمانوں میں جوں جوں کم ہمتی اور بزدلی بڑھتی گئی وہ اس عقیدہ کے سختی کے ساتھ پابند ہوتے گئے۔ کہ انہیں دنیا میں عزت و عظمت حاصل کرنے کیلئے خود کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سب کچھ انہیں بکیا کرایا اور بنا بنایا امام مہدی کے ذریعہ حاصل ہو جائیگا۔ سلطنتیں انہیں مل جائیں گی۔ حکومتوں کے یہ مالک ہو جائیں۔ دنیا کے سامان آسائش انہیں حاصل ہو جائیں گے۔ اور سب سے بڑھکر یہ ہے کہ کوئی ان کے آرام میں خلل ڈالنے والا ان کی شان و شوکت کو حسد کی نظر سے دیکھنے والا اور کسی قسم کا نقصان پہنچانے والا نہ ہوگا۔ کیونکہ صفحہ عالم پر سوائے ان کے کوئی اور ہوگا ہی نہیں۔

ان خیالات میں مسلمان دست و پا توڑ کر بیٹھے رہے۔ اور ابھی تک بیٹھے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ اس وقت اگر روئے زمین پر سب سے ذلیل کوئی قوم ہے۔ تو مسلمانوں کی قوم ہے۔ ایک ایک کر کے حکومتیں ان کی مٹ گئیں۔ اور جو نام کی باقی ہیں۔ وہ دوسروں کے پنجے میں گرفتار ہیں۔ عزت و آبرو ان کی جاتی رہی۔ ہر قسم کے عیوب اور نقائص ان میں پائے جاتے ہیں مگر باوجود اس کے انہیں ہوش نہیں آتی۔ اور وہ اپنی بربادی و تباہ حالی سے آگاہ ہو کر اس سے بچنے کی سعی نہیں کرتے۔

ہم کہتے ہیں۔ اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ کسی ایسے امام مہدی نے آنا ہے۔ جو آکر تلوار کے ذریعہ ان لوگوں کا خاتمہ کر دیگا۔ جو شریعت اسلامیہ پر عامل نہ ہونگے۔ تو وہ آکر سب سے پہلے ان مسلمانوں کا قلع قمع کریگا۔ جو مسلمان کہلا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہو کر اسلامی شریعت پر عمل کرنے کا دعویٰ کر کے پھر اس کے خلاف چل رہے ہیں۔ اور جن میں کوئی اسلامی خوبی نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ مسلمان نہ کہلانے والوں کی نسبت مسلمان کہلانے والے اسلامی احکام کی خلاف ورزی کرنے پر زیادہ مجرم اور زیادہ سزا کے مستحق ہیں۔

پس مسلمانوں کو اپنی اصلاح کی طرف جلد سے جلد متوجہ ہونا چاہئیے۔ اور کسی ایسے خیالی مہدی کا انتظار نہ کرنا چاہئیے۔ جس کا اول تو آنا ہی محال ہے۔ اور اگر بالفرض وہ آبھی گیا۔ تو سب سے پہلے انہی پر ہاتھ صاف کریگا۔ جو مسلمان کہلا کر اسلام سے بے بہرہ ہو چکے ہیں۔

"زمیندار" کی معافی

اخبار "زمیندار" کا عملہ یوں تو بہادری اور دلیری کی بڑی ڈھینگیں مارا کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کرنے اور کبھی نہ دبنے کا دعویٰ کیا کرتا ہے۔ لیکن جب بھی کوئی ایسا موقعہ پیش آیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کو اس کی کسی بے راہ روی پر نوٹس لینا پڑا ہے۔ جب ہی اس نے نہایت بزدلانہ روش اختیار کی ہے مولوی ظفر علی صاحب کا سر او ڈائر کے آگے ناک رگڑ کر اور سیاسیات میں دخل نہ دینے کا اقرار کر کے نظر بندی سے رہائی حاصل کرنے کا واقعہ ایک مشہور و معروف واقعہ ہے۔ اور جو شخص حکام کے سامنے اس طرح ذلت اور رسوائی اختیار کر سکتا ہے۔ ایسے یا اس کے گلے بندھوں کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے بلکہ وہ اپنے آپ کو گورنمنٹ انگریزی کے مد مقابل سمجھیں۔ اور اس کے مقابلہ میں کسی قسم کی اکڑ فوں دکھائیں۔ لیکن یہ لوگ کچھ اس قسم کی مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ کہ ایک طرف تو ذرا ذرا سی بات پر حکام کے آگے

ناک رگڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس قدر جوش و خروش دکھاتے ہیں کہ گویا انکی نظر میں حکومت کی کچھ حقیقت ہی نہیں ہے۔ حال ہی میں جب "زمیندار" پر فحش اشتہار شایع کرنے کے جرم میں مقدمہ چلایا گیا۔ تو ایڈیٹر صاحب "زمیندار" نے اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے نہایت عاجزانہ طور پر مجسٹریٹ صاحب سے معافی کی درخواست کی۔ لیکن پھر بھی معافی حاصل نہ ہوئی۔ البتہ اتنا ضرور ہوا۔ کہ اخبار "سیاست" کو اسی جرم کیوجہ سے جہاں پانچ سو روپیہ جرمانہ کیا گیا۔ وہاں "زمیندار" کی اظہار پشیمانی کی وجہ سے اسے صرف ایک سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔

ظاہر ہے کہ یہ کوئی ایسا کیس نہ تھا جس میں "زمیندار" کے عملہ کو پھانسی پر چڑھا دیا جاتا۔ مگر باوجود اس کے وہی اخبار جو ہمیشہ گورنمنٹ کے احکام کی خلاف ورزی کرنا مذہبی فرض بتاتا رہا ہے خود اس قدر بودا نکلا۔ کہ اس کے عملہ نے ناک رگڑ کر معافی چاہی اور اس میں بھی پورے طور پر کامیابی نہ ہوئی۔

جن لوگوں کے بلند بانگ دعاوی کی یہ حقیقت ہو۔ انہیں دوسروں پر گورنمنٹ کی خوشامد کرنے کا غلط الزام لگاتے ہوئے شرم کرنا چاہیئے۔

بائبل کی حیرت انگیز اشاعت

چین میں جہاں عیسائی مشنریوں کی بڑے زور سے مخالفت کی جارہی ہے۔ اور کئی مشنریوں کو قتل کر دیا گیا ہے ۱۹۲۵ء میں بائبل کے جس قدر نسخے فروخت کئے گئے ہیں۔ ان کی مجموعی تعداد ...... ۱۱ بیان کی جاتی ہے۔

یہ ایک ایسے ملک میں بائبل کی اشاعت کا حال ہے جس کو عیسائیت سے انس نہیں۔ بلکہ عداوت بتائی جاتی ہے۔ اور ایسے لوگوں کی طرف سے اس اشاعت کا انتظام کیا گیا ہے۔ جنہیں مذہب سے بیگانہ اور عیسائیت سے متنفر خیال کیا جاتا ہے۔

اس کے مقابلہ میں ہماری جماعت کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے متعلق یقین اور ایمان رکھتے ہوئے کہ ان میں نور اور ہدایت ہے۔ ان کی اشاعت کے لئے کس قدر سعی کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ بائبل کی اشاعت میں مشنریوں کو اتنا دخل نہیں۔ جتنا زبردست عیسائی حکومتوں کو ہے۔ جن کی ہر قسم کی امداد مشنریوں کو حاصل ہوتی ہے۔ تاہم مشنری اس بارے میں جس قدر جدوجہد کرتے ہیں۔ وہ بھی بہت بڑھی ہوئی ہے۔ اور ہماری جماعت کے لئے سبق آموز ہے۔ اگر ہماری جماعت کے لوگ کتب سلسلہ کی اشاعت کے لئے کمربستہ ہو جائیں اور ہر سال ایک معقول تعداد میں کتب فروخت کیا کریں۔ تو سلسلہ کی ترقی کی رفتار میں نہایت سرعت پیدا ہو سکتی ہے۔

والئے کشمیر کی رعایا نوازی

پنجاب کونسل میں مسلمان اور سکھ ممبران کونسل کی سرگرم جدوجہد اور ہندو ممبروں کی پُرزور مخالفت کے بعد جو قانون "انضباط حسابات" پاس ہوا ہے۔ اس سے توقع کی جاسکتی ہے۔ کہ غریب کاشتکاروں کو سود خوار لوگوں کی دست برد سے ایک حد تک نجات حاصل ہو جائیگی۔ لیکن اس سے بھی زیادہ ضرورت ریاستوں کے بے زبان اور بے علم کاشتکاروں کو ساہوکاروں کے شکنجہ ظلم سے بچانے کی ہے۔ جو چند روپے قرض لے کر پشتوں تک ان کے قبضہ سے رہائی نہیں پا سکتے۔

اس بارے میں یہ خبر نہایت خوشی کے ساتھ سنی جائیگی کہ مہاراجہ صاحب کشمیر نے حال میں ایک ایسا قانون منظور فرمایا ہے۔ جس میں سود کی حد بندی کر دی گئی ہے۔ اس سے زیادہ کوئی ساہوکار سود لینے کا مجاز نہ ہوگا۔ اس قانون کا نام "قانون اعانت کاشتکاران" ہے۔ اس کے رو سے عدالتیں سود در سود کو کسی حالت میں منظور نہیں کریں گی۔ اور اگر عدالت کو معلوم ہوگا۔ کہ مقروض نے قرض خواہ کو نقد یا جنس کی صورت میں اس قدر رقم ادا کر دی ہے۔ کہ جو اصل اور مناسب سود سے زیادہ ہے۔ اور اس کے باوجود وہ سود در سود کی وجہ سے مقروض ہے۔ تو عدالت قرض خواہ کے خلاف زائد رقم کی ڈگری بحق مقروض دینے کی مجاز ہوگی۔

اس قانون کے نفاذ پر مہاراجہ صاحب کشمیر کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ انہوں نے اپنی رعایا کے بہت بڑے حصہ کو جس کی تعداد آبادی کے لحاظ سے ۸۰ فیصدی ہے۔ تباہی اور بربادی سے بچانے کے لئے نہایت مبارک قدم اٹھایا ہے۔

آریوں نے خرمن امن کو تباہ کر دیا

مدراس کی ایک علمی سوسائٹی کے زیر اہتمام پروفیسر ایس کے یگیہ نارائن آئر نے "ہندو ازم" کے مستقبل پر ایک لیکچر دیا۔ جس کی صدارت رائٹ آنریبل مسٹر شاستری نے کی۔ اور اپنی آخری تقریر میں آریہ سماج کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے کہا۔

"جملہ ہندوستان میں آریہ سماجیوں کی کیا فتوحات ہیں۔ بیس تیس سال سے انہوں نے یو۔پی اور پنجاب کے خرمن امن کو تباہ کر رکھا ہے۔ اپنی مذہبی زندگی میں انہوں نے غیر ضروری بحث داخل کر دی ہے۔ کئی شہری مشکلات بھی انہوں نے پیدا کر دی ہیں۔ استری سکھشا کا پرچار بھی انہوں نے کیا ہے۔ مگر یہ بات فراموش نہ کرنی چاہیئے۔ کہ اس سے مذہبی مشکلات میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ شمالی ہند میں ان کی مذہبی زندگی کی یہ خاص خصوصیت ہے۔ کہ انہوں نے مختلف فرقوں میں اختلافات پیدا کر کے سوسائٹی کے امن کو تباہ کر دیا ہے۔"

(آریہ گزٹ ۱۲ راگست ۱۹۲۶ء)

یہ کسی ایسے شخص کی رائے نہیں ہے۔ جو آریہ سماج کا دشمن ہو۔ یا بانی آریہ سماج کیساتھ عقیدت نہ رکھتا ہو۔ بلکہ اس شخص کی ہے جس نے اپنی اسی تقریر میں کہا۔

"آریہ سماج کی تحریک کا بانی ایک بہت لائق آدمی تھا۔ اس میں دھرم کیلئے جوش بھی موجود تھا۔ اس کے پیروؤں میں دھارمک جوش اس قدر موجود ہے۔ کہ وہ ہندو ازم کے رازوں کا دوسروں پر انکشاف کرنے کو تیار ہیں"

جس شخص کی آریہ سماج کے متعلق یہ رائے ہو۔ اس کی طرف سے یہ اعتراف کرنا کہ آریہ سماجیوں نے خرمن امن کو برباد کر دیا ہے اور شمالی ہند یعنی پنجاب میں ان لوگوں نے سوسائٹی کے امن کو تباہ کر دیا ہے۔ بتاتا ہے کہ آریوں کی امن شکن کوششیں حد سے بڑھ گئی ہیں۔ اور معزز ہندو صاحبان ان کی فتنہ انگیزیوں سے نالاں ہیں ؛

مسلمان عورتوں کا عیسائی ہونا

علاقہ جموں سے ایک احمدی بھائی اطلاع دیتے ہیں کہ ۶ اگست کو جموں میں ایک مسلمان عورت جس کی اپنے خاوند سے عرصہ سے ناچاقی تھی۔ اور جو خلع کے لئے ہرچند کوشش کر چکی تھی محض اس لئے عیسائی ہو گئی۔ کہ اس طرح خاوند کی گرفت سے آزادی حاصل کرلے۔

اس قسم کا یہ پہلا واقعہ نہیں۔ پہلے بھی کئی مسلمان عورتیں اسی وجہ سے عیسائیت کی گود میں جا چکی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ نہ تو وہ قانونی طور پر اس قسم کے واقعات کی روک تھام کی کوشش کرتے ہیں۔ اور نہ ہی میاں بیوی کی ناچاقی کی صورت میں جبکہ صلح کی تمام کوششیں بے کار ثابت ہوں۔ خلع کے اسلامی مسئلہ کے اجراء پر زور دیتے ہیں۔ اسلام نے خلع کی اجازت اسی غرض سے رکھی ہے۔ کہ اگر عورت کسی وجہ سے خاوند کے پاس نہ رہنا چاہے تو اسے حق ہے کہ علیحدگی اختیار کرے۔ لیکن آجکل کے مسلمان جہاں اسلام کے دیگر احکام کی خلاف ورزی کر کے اپنے قول اور فعل سے اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں وہاں عورتوں کو خلع کے حق سے محروم کر کے مرتد ہونے کے لئے مجبور کر رہے ہیں۔ اور اس طرح دوہرے گناہ کا بار اپنی گردنوں پر اٹھا رہے ہیں ؛

سیرت المہدی اور غیر مبایعین

نمبر (۱۲)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے قلم سے

اگلی مثال کی بحث شروع کرنے سے قبل میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میرا یہ مضمون کچھ زیادہ طول پکڑ رہا ہے۔ اور گو ابھی تک ڈاکٹر صاحب کی پیش کردہ بائیس مثالوں میں سے میں نے صرف ایک مثال کی بحث کو ختم کیا ہے۔ لیکن حجم کے لحاظ سے میرا مضمون ابھی سے ڈاکٹر صاحب کے مضمون کے برابر پہنچ گیا ہے۔ اور گو اعتراض کی نسبت جواب عموماً زیادہ لمبا ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ مجھے بھی دوسرے کام ہیں اور ناظرین کے لئے بھی طویل مضامین کے مطالعہ کے واسطے وقت نکالنا آسان نہیں۔ اس لئے میں انشاء اللہ آئندہ اپنے جوابات میں حتی الوسع اختصار سے کام لوں گا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون میں بہت سی لاتعلق باتوں کو داخل کر دیا ہے۔ اور کئی جگہ میرے مفہوم کو بری طرح بگاڑ کر خواہ مخواہ اعتراض کی گنجائش نکالنے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ اگر وہ صرف معقول علمی تنقید تک اپنے آپ کو محدود رکھتے۔ تو ایک تو بحث میں کوئی بدمزگی نہ پیدا ہوتی اور دوسرے یہ فائدہ ہوتا۔ کہ اعتراضات وجوابات اسقدر طول نہ پکڑتے۔ اور لوگ جلد اور آسانی کے ساتھ کسی مفید نتیجہ تک پہنچ جاتے۔ مگر میں ایک حد تک ڈاکٹر صاحب کو مجبور سمجھتا ہوں۔ کیونکہ دراصل مخالفت کے ہوتے ہوئے اپنے آپ کو عدل و انصاف کے مقام سے متنزل نہ ہونے دینا ایک نہایت ہی مشکل کام ہے۔ اور بڑے مجاہدہ کو چاہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو چاہئیے تھا۔ کہ اس بات کو یاد رکھتے۔ کہ قرآن شریف میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لا یجرمنکم شنآن قوم علےٰ ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ یعنی کسی کی عداوت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے۔ کہ تم اس کے معاملہ میں عدل و انصاف کو چھوڑ دو تمہیں چاہئیے۔ کہ بہرحال عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دو۔ کیونکہ یہی تقویٰ کا مقام ہے۔ میں نے یہ الفاظ نیک نیتی اور ہمدردی کے خیال سے عرض کئے ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کم از کم اس معاملہ میں بدظنی سے کام نہیں لیں گے۔

دوسری مثال جو ڈاکٹر صاحب نے بیان کی ہے۔ وہ حضرت والدہ صاحبہ کی ایک روایت ہے۔ جس میں انہوں نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے فرمایا تھا۔ کہ کوئی انگریز مولوی محمد علی صاحب سے دریافت کرتا تھا۔ کہ جس طرح بڑے لوگ جنہوں نے کسی بڑے کام کی بنیاد رکھی ہوتی ہو۔ اپنے بعد اپنا کوئی جانشین مقرر کر جاتے ہیں۔ کیا اس طرح مرزا صاحب نے بھی کیا ہے۔ اور اس کے بعد آپ نے حضرت والدہ صاحبہ سے فرمایا۔ کہ تمہارا کیا خیال ہے کیا میں محمود کو مقرر کر دوں۔ جس کے جواب میں حضرت والدہ صاحبہ نے کہا۔ کہ جس طرح آپ مناسب سمجھتے ہیں کریں۔ اس روایت کو لے کر جس بے دردی کے ساتھ ڈاکٹر صاحب ہم پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ وہ انہی کا حصہ ہے۔ میں نے ہم کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے۔ کہ اس حملہ کا نشانہ صرف خاکسار ہی نہیں۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب نے حضرت والدہ صاحبہ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو بھی نہیں چھوڑا۔ فرماتے ہیں:۔

”کیا واقعی اگر حضرت بیوی صاحبہ فرما دیتیں۔ تو وہ میاں محمود احمد صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر دیتے؟ . . . . . یہ بہتر ہوا۔ کہ حضرت بیوی صاحبہ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا۔ کہ جیسا مناسب سمجھیں کریں۔ ورنہ مفت میں خفت اٹھانی پڑتی“

اور پھر اس فرضی بات کے اوپر جو محض ڈاکٹر صاحب کی خوش فہمی کا نتیجہ ہے۔ ایک طومار اعتراضات کا کھڑا کر دیا ہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ اس اعتراض کا کیا جواب دوں۔ کہ اگر بیوی صاحبہ یہ جواب دے دیتیں۔ کہ ہاں میاں محمود احمد صاحب کو جانشین بنا دو تو پھر کیا ہوتا۔ جو بات وقوع میں ہی نہیں آئی۔ اس کے متعلق میں کیا کہوں اور کیا نہ کہوں؟ ڈاکٹر صاحب کے دماغ کو تو چونکہ بغض و عداوت کے بخارات نے گھیرا ہوا ہے۔ اس لئے وہ مجبوری کا عذر رکھتے ہیں۔ لیکن میں اگر ہوش و حواس رکھتے ہوئے ان فرضی باتوں میں پڑ جاؤں۔ تو مجھے دنیا کیا کہے گی۔ اور خدا کے سامنے میرا کیا جواب ہوگا؟ اگر مجھے دیوانہ پن کی باتوں سے پرہیز نہ ہوتا۔ تو میں یہ عرض کرتا۔ کہ اگر بالفرض حضرت والدہ صاحبہ وہی جواب دے دیتیں۔ جس کا فرضی خیال بھی ڈاکٹر صاحب کو بے چین کر رہا ہے۔ تو پھر غالباً ڈاکٹر صاحب کے دل و دماغ ایک لاعلاج اضطراب کا شکار ہو جاتے۔ اگر سچ پوچھا جائے۔ تو خاموشی اختیار کرنے سے دوسرے نمبر پر اس جواب کے سوا اور کوئی جواب ڈاکٹر صاحب کے اعتراض کا میرے ذہن میں نہیں آتا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب جو ہونا تھا۔ وہ تو ہو چکا۔ اور جو جواب خدا نے حضرت والدہ صاحبہ کے دل میں الہام کیا۔ اس کا انہوں نے اظہار کر دیا۔ اب آپ اور آپ کے رفقاء قیامت تک اپنا سر پیٹیں۔ وہ جواب بدل نہیں سکتا۔ پس اب اس بغض و عداوت کی آگ میں جلنے سے کیا حاصل؟ بہتر یہی ہے۔ کہ دل سے غصہ نکال دیں اور عقل و خرد سے صلح کر لیں۔ اور آپ کا یہ تحریر فرمانا۔ کہ حضرت صاحب نے نہ میاں محمود احمد صاحب کو اپنا جانشین بنانا مناسب نہیں سمجھا نہ بنایا۔ بلکہ انجمن کا پریزیڈنٹ بھی نہیں بنایا گیا کسی ذمہ داری کے عہدہ کا اہل نہیں سمجھا۔ ورنہ اگر وہ اپنا جانشین بنانا چاہتے۔ تو کم سے کم پریذیڈنٹ تو بنا دیتے . . . . . . آپ نے تو میاں صاحب کو انجمن کے کسی ذمہ دار عہدہ کے لائق بھی نہ سمجھا۔ جانشین بنانا تو بہت دور رہا“

یہ سراسر آپ کی خوش فہمی ہے۔ روایت میں یہ کہاں ذکر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مرزا صاحب کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ مگر بعد میں اپنی رائے بدل لی۔ وہاں تو صرف یہ ذکر ہے۔ کہ آپ نے حضرت والدہ صاحبہ سے ایک بات دریافت کی تھی۔ اگر میں نے اس روایت سے یہ استدلال کیا ہوتا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا یہ ارادہ تھا۔ کہ وہ حضرت میاں صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر جائیں۔ تو پھر آپ یہ اعتراض کرتے ہوئے بھی بھلے لگتے۔ لیکن خواہ مخواہ اپنی طرف سے ایک بات فرض کر کے اس پر اعتراض جما دینا دیانت داری سے بعید ہے۔ باقی رہا حضرت میاں صاحب کی لیاقت کا سوال سو اس بحث میں میں نہیں پڑنا چاہتا۔ خدا کے فضل سے حضرت میاں صاحب کوئی غیر معروف آدمی نہیں ہیں۔ ان کی زندگی کے حالات اور ان کی قابلیت دنیا کے سامنے ہے۔ اور ہر عقلمند انسان جسے تعصب نے اندھا نہیں کر رکھا اپنے طور پر فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ وہ کس دل و دماغ کے مالک ہیں۔ ہاں ڈاکٹر صاحب کے مضمون کے مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر ضرور پہنچا ہوں۔ کہ جب تک ڈاکٹر صاحب کا دماغ ان تاریک بخارات سے صاف نہ ہو۔ جو بغض۔ حسد اور کینہ و عداوت کی آگ سے اٹھتے ہیں۔ وہ اس بات کے بھی اہل نہیں ہیں۔ کہ حضرت میاں صاحب کی خداداد اہلیت اور قابلیت کو سمجھ تک سکیں۔ چہ جائیکہ اس کی گہرائیوں تک ان کو رسائی حاصل ہو یہ بات میں نے خوش عقیدگی کے مبالغہ آمیز طریق پر نہیں کہی۔ بلکہ علیٰ وجہ البصیرت اس پر قائم ہوں۔ اور جو بھی معقول طریق اس کے امتحان کا مقرر کیا جا سکے اس کے لئے تیار ہوں۔ باقی رہی انجمن کی عہدہ داری۔ سو شائد اس کے متعلق ڈاکٹر صاحب کو یہ خیال ہوگا۔ کہ چونکہ ان کے داماد جناب مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود کے سامنے انجمن کے سیکرٹری رہے تھے۔ اس لئے منصب خلافت ان کی قسمت کا حصہ [illegible] چاہئیے۔ اور اس نعمت عظمیٰ سے حضرت میاں صاحب محروم کئے گئے ہیں! افسوس ہے۔ کہ جب انسان تعصب کا شکار ہوتا ہے۔ تو اس کی بصیرت پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ بھلا حضرت کی جانشینی اور انجمن کی عہدہ داری کے درمیان کون سا طبعی رشتہ ہے۔ اور اگر ڈاکٹر صاحب کے نزدیک کوئی رشتہ ہے۔ تو میں باادب یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ چونکہ حضرت صاحب کے خلیفہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے خلیفہ ہونا تھا

اس لئے حضرت صاحب نے حضرت مولوی صاحب کو پریذیڈنٹ مقرر فرمایا۔ اور چونکہ حضرت مولوی صاحب کے بعد خدا کے علم میں حضرت میاں صاحب کی خلافت تھی۔ اس لئے حضرت مولوی صاحب نے اپنی جگہ حضرت میاں صاحب کو انجمن کا صدر مقرر کیا۔ اور اگر اس استدلال کو اور آگے چلایا جائے تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ چونکہ مولوی محمد علی صاحب نے کبھی بھی خلیفہ نہیں بننا تھا۔ اس لئے وہ ہر زمانہ میں صدر انجمن کی صدارت سے محروم رہے۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب کے اصول کے مطابق حضرت صاحب کے زمانہ میں ان کے سکرٹری بننے نے ہمیشہ کے لئے اس بات کا فیصلہ کر دیا۔ کہ وہ صرف ایک ماتحت عہدہ پر کارکن رہ سکنے کے اہل ہیں۔ کسی سلسلہ انتظام کی انتہائی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں نہیں دی جاسکتی وغیرہ ذالک۔ مکرم ڈاکٹر صاحب آپ ان منہ کی پھونکوں سے قلعہ خلافت کی دیواروں میں رخنہ پیدا نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ مفت میں اپنی خفت کروائیں۔" آپ نے بڑے ظلم اور دل آزاری کے طریق سے کام لیا ہے۔ اور گو میں آپ کی ہر بات کا ترکی بہ ترکی جواب دے سکتا ہوں۔ مگر مجھے خدا کا خوف ہے۔ اور میں اپنے اخلاق کو بھی بگاڑنا نہیں چاہتا۔ یہ بھی جو میں نے بعض جگہ کسی قدر بلند آواز اختیار کی ہے۔ یہ محض نیک نیتی سے آپ کے بیدار کرنے کی غرض سے کی ہے۔ ورنہ میرا خدا جانتا ہے کہ میرا سینہ اب بھی آپ کے لئے سوائے ہمدردی کے جذبات کے اور کوئی جذبات اپنے اندر نہیں رکھتا۔

پھر ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب کو اگر اس معاملہ میں انسانی مشورہ کی ضرورت تھی" تو بڑے بڑے صاحب الرائے لوگوں سے مشورہ کر سکتے تھے" مگر افسوس ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے ان بڑے بڑے صاحب الرائے لوگوں کی کوئی فہرست نہیں دی۔ غالباً اس فہرست میں اول نمبر پر ڈاکٹر صاحب کا نام نامی ہوگا۔ اور پھر ان کے ہم مشرب رفقاء کے اسماء گرامی ہونگے۔ کیونکہ جب تک یہ بزرگان ملت کسی مشورہ میں شریک نہ کئے جائیں۔ اس وقت تک بھلا مشورہ کا مفہوم کب پورا ہوتا ہے! کہنے کی بات نہیں۔ ورنہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں بھی ایک گروہ ہر بات میں مشورہ کے لئے اپنے آپ کو آگے کر دیتا تھا اور اگر ان سے مشورہ نہ لیا جاتا تھا۔ یا ان کا مشورہ قبول نہ کیا جاتا تھا۔ تو ان کے تیور بدلنے شروع ہو جاتے تھے۔ کہ ہں اہل الرائے تو ہم ہیں۔ اور مشورہ نعوذ باللہ بے وقوف اور جاہل لوگوں کا مانا جاتا ہے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب اگر حضرت صاحب کی یہ بات مشورہ کے طور پر ہی تھی۔ تو پھر بھی آپ کو حسد میں جلنے کی کوئی وجہ نہیں۔ حضرت صاحب خدا کی طرف سے مامور تھے۔ انہوں نے جس سے چاہا مشورہ لیا۔ اور جس سے چاہا نہ لیا۔ حدیث کھولکر دیکھئے۔ کیا کبھی آنحضرت صلعم اپنی ازواج سے مشورہ نہ لیتے تھے؟ کیا صلح حدیبیہ کے وقت آپ نے ایک بڑے اہم امر میں سارے اہل الرائے صحابہ کو چھوڑ کر صرف اپنی بیوی ام سلمہ سے مشورہ نہیں لیا؟ اور کیا ام سلمہ کے اس مشورہ سے آئمہ حدیث نے عورتوں سے اہم امور میں مشورہ لینے کا جواز نہیں نکالا۔ اور کیا امام قسطلانی نے اس مشورہ کے متعلق یہ نوٹ نہیں لکھا۔ کہ فیہ فضیلۃ ام سلمۃ و وفور عقلھا۔ یعنی اس واقعہ سے ام سلمہ کی فضیلت اور کمال دانشمندی ثابت ہوتی ہے۔ پھر کیا آپ نے اپنی بیوی عائشہ کے متعلق یہ نہیں فرمایا۔ کہ تم نصف دین اس سے سیکھو۔ گویا نہ صرف خود اپنی بیویوں سے مشورہ لیا۔ بلکہ امت کو بھی حکم دیا۔ کہ ان سے مشورہ لیا کرو۔ اندریں حالات اگر حضرت صاحب نے اپنی بیوی سے کسی امر میں مشورہ لے لیا۔ تو حرج کون سا ہو گیا۔ اور وہ کون سا شرعی حکم ہے۔ جس کی نافرمانی وقوع میں آئی؟ کیا نبی کی بیوی جو دن رات اس کی صحبت اور تربیت سے مستفید ہوتی ہے اور نبی کے بعد خدائی نشانات کی گویا سب سے بڑی شاہد ہے مشورہ کی بالکل نااہل سمجھی جانی چاہیئے۔ اور ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہم مشرب رفقاء "بڑے بڑے اہل الرائے" ہیں۔ جن کے مشورہ کے بغیر کوئی قومی کام سرانجام نہیں پا سکتا؟ اگر یہی تھا۔ تو نعوذ باللہ خدا نے سخت غلطی کھائی۔ کہ حضرت صاحب کو بار بار یہ الہام فرمایا۔ کہ انی معک و مع اھلک یعنی میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ اور ڈاکٹر صاحب اور ان کے دوستوں کا کہیں ذکر تک نہیں کیا۔ میں واقعی حیران ہوں۔ کہ آخر کس بنا پر ڈاکٹر صاحب نے یہ خیال قائم کیا ہے۔ کہ نبی کی بیوی اہم امور میں مشورہ کی اہل نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلعم بڑے بڑے امور میں اپنی بیویوں سے مشورہ فرماتے تھے۔ اور پھر صحابہ کبار بڑے بڑے مسائل میں آپ کی بیویوں سے مشورہ پوچھتے تھے اور ان میں سے بعض کی قوت استدلال و استخراج کا خصوصیت کے ساتھ لوہا مانتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ کے متعلق لکھا ہے کہ کان اکابر الصحابۃ یرجعون الی قولھا و یستفتونھا یعنی بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ ان کے قول کی طرف رجوع کرتے۔ اور ان سے فتویٰ پوچھتے تھے۔ دراصل حق یہ ہے۔ کہ سوائے اس کے کہ کسی نبی کی بیوی کو خصوصیت کے ساتھ بلید اور ایک معمولی سمجھ کی عورت سمجھا جائے بالعموم اس کے متعلق یہ ماننا پڑے گا۔ کہ نبی کی لمبی صحبت اور ہر وقت کی تربیت نے اس میں وہ اہلیت پیدا کر دی ہوگی جو بہت سے دوسرے لوگوں میں نہیں پائی جاتی۔ اور اس لئے وہ اس بات کی اہل مانی جائیگی۔ کہ مشورہ طلب امور میں اس کی رائے پوچھی جائے۔ باقی ڈاکٹر صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ:۔

"اتنے بڑے عظیم الشان انسان مامور من اللہ کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ اپنی وفات کے بعد جماعت کی ساری ذمہ داری کو اپنی بیوی کے اشارہ پر بلا سوچے سمجھے بغیر استعداد اور قابلیت پر غور کئے ایک شخص کے ہاتھ میں پکڑا دینے کو تیار تھا۔ حضرت صاحب کی شان پر خطرناک حملہ ہے۔"

یہ یا تو پرلے درجہ کی جہالت اور یا پرلے درجہ کی بے انصافی اور سینہ زوری ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی شروع سے ہی یہ افسوسناک عادت رہی ہے۔ کہ ایک بات اپنی طرف سے فرض کرتے ہیں۔ اور پھر اس پر بڑے فخریہ لہجے میں اعتراض جمانا شروع کر دیتے ہیں میں حیران ہوں۔ کہ میں نے یہ کب لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نعوذ باللہ گویا دوزانو ہو کر حضرت والدہ صاحبہ کے سامنے بیٹھ گئے تھے۔ کہ جو کہو میں اس پر عمل کروں گا۔ اور ہرگز "استعداد اور قابلیت پر غور نہیں کروں گا" اور "نہ کچھ سوچوں گا اور نہ سمجھوں گا" بس جس طرح تم اس معاملہ میں مجھے کہو گی۔ اسی طرح کر دوں گا۔ بلکہ کہنے کی بھی ضرورت نہیں "صرف ایک اشارہ کافی ہے" اور میں تعمیل کے لئے حاضر ہوں اور "جس شخص کے متعلق کہو۔ اس کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ ڈور دینے کیلئے تیار ہوں" اگر میں نے یہ الفاظ یا اس مفہوم کے کوئی الفاظ یا اس مفہوم سے قریب کی مشابہت رکھنے والے کوئی الفاظ یا اس مفہوم سے دور کی بھی مشابہت رکھنے والے کوئی الفاظ کہے یا لکھے ہوں تو میں مجرم ہوں۔ اور اپنے اس جرم کی ہر جائز سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اگر میں نے یہ الفاظ نہیں کہے۔ اور میرا خدا گواہ ہے۔ کہ یہ الفاظ کہنا تو درکنار ان الفاظ کا مفہوم تک بھی میرے دل و دماغ کے کسی دور دراز کونے میں پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ کسی عقلمند کے دل میں پیدا ہو سکتا ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب اس خدا سے ڈریں۔ جس کے سامنے وہ ایک دن کھڑے کئے جائیں گے۔ اور اپنی ان دل آزار شوخیوں کے متعلق یہ خیال نہ کریں۔ کہ وہ کسی حساب میں نہیں۔ خدا کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اور نہ اس کے حساب سے کوئی چیز باہر ہے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

گناہوں سے پاک ہونا

"گناہ سے پاک ہونا بجز اس کے ممکن ہی نہیں کہ ہیبت اللہ کی سوت یقین کی تیز شعاعوں کی وجہ سے انسان کے دل پر وارد ہو جائے اور سچی محبت اور سچی ہیبت دل میں بس جائے۔ اور دل خدا کے جمال اور جلال سے رنگین ہو جائے۔ اور یہ دونوں کیفیتیں کبھی اور ہرگز دل میں آ ہی نہیں سکتیں۔ جب تک کہ خدا کی ہستی اور اس کی ان دونوں قسم کی صفات پر یقین پیدا نہ ہو" (مسیح موعود علیہ السلام)

شذرات

(رقمزدہ مفتی محمد صادق صاحب)

حضرت عیسیٰؑ کا ہندوستان آنا

تیس ۳۰ سال سے زیادہ عرصہ گذرا ہے۔ کہ ایک روسی سیاح بنام نکولس ناٹووچ ہندوستان میں سیر کرتا ہوا کشمیر کے راستہ سے لداخ گلگت پہونچا۔ اور بیمار ہو جانے کے سبب اُسے کسی بدھوں کی خانقاہ میں کئی ماہ رہنا پڑا۔ بدھ مذہب کے پنڈت جو اس کے میزبان تھے۔ اُس کا دل بہلانے کے واسطے اپنی پورانی کتابیں اُسے پڑھکر اور ترجمہ کر کے سنایا کرتے تھے۔ ان قصوں کے درمیان اُسے یہ بھی ایک قصہ سنایا گیا تھا۔ کہ ایک شخص عیسیٰ نام اپنی جوانی کے زمانہ میں ملک فلسطین کے علاقہ سے ہندوستان آیا۔ اور بدھ مذہب کی تعلیم حاصل کر کے اپنے وطن چلا گیا۔ مگر اُس کے ہم قوم لوگوں نے اس کی تعلیم سے ناراض ہو کر اُسے صلیب پر چڑھا دیا۔ روسی سیاح نے یورپ واپس جاکر اس واقعہ پر ایک کتاب لکھی۔ اور اس کا نام رکھا۔ یسوع مسیح کے نامعلوم سوانح۔ یہ کتاب فرانسیسی سے انگریزی میں ترجمہ ہوئی۔ مگر پادریوں نے کہا۔ کہ یہ روسی سیاح نے ایک فرضی قصہ بنایا ہے۔ یہ کتاب اردو میں ترجمہ ہو چکی ہے ۔

اب اس کتاب کے چھپنے کے تیس سال سے زیادہ عرصہ کے بعد امریکہ کی ایک علمی سوسائٹی نے ایک وفد اپنے خرچ سے وسطی ایشیا کے حالات معلوم کرنے کیلئے روانہ کیا۔ یہ وفد قریباً تین سال ہوئے شہر نیویارک سے روانہ ہوا تھا۔ اور آج کل کہیں وسط ایشیا میں ہے۔ اس وفد کے جو حالات امریکہ کے اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ ان میں لکھا ہے کہ اس وفد کے ممبروں کو بُدھ مذہب کے لاموں (مذہبی پیشواؤں) سے معلوم ہوا۔ کہ ایک بزرگ عیسیٰ نام کے اس ملک میں آنے کا تذکرہ ان کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ اور شہر لیہ سے ۲۷ میل کے فاصلہ پر جو خانقاہ بدھوں کا ہے۔ وہاں انہیں اُس کتاب کے خود مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔ جس میں عیسیٰ کے ہندوستان آنے کا ذکر ہے۔ اس وفد کے ممبر بدھ مذہب کی قدیمی زبان کا لکھنا پڑھنا جانتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو ہندوستان کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا۔ اور انہوں نے اپنی زندگی کے ابتدائی حصّہ کو بھی ہندوستان میں گذارا۔ اور ممکن ہے کہ پہلے تعلقات بھی اس کشش کا موجب ہوئے ہوں۔ کہ وہ بعد واقعہ صلیب بھی ہندوستان ہی آئے۔ اور پھر مرنے کے وقت تک یہاں ہی رہے۔ بہرحال موجودہ اناجیل اس بارہ میں مطلقاً خاموش ہیں۔ کہ یسوع ۳ سال کی عمر سے لے کر ۳۰ سال کی عمر تک کہاں رہا۔ اور کیا کرتا رہا۔ موجودہ اناجیل میں یا تو اس کی طفولیت کے حالات درج ہیں۔ یا پھر اچانک ۳۰ سالہ عمر سے حالات شروع ہو جاتے ہیں۔ اور انسان حیران رہ جاتا ہے۔ کہ درمیانی ۲۷ سال کیا ہوئے ۔

بارش برسانے کی کوشش

امریکہ کے ایک سائنسدان اس خیال میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہ آسمان سے جس قدر قطرات پانی کے بارش میں گرتے ہیں ہر ایک قطرے میں ایک نامعلوم ذرہ خاک کا ہوتا ہی اور اُسی ذرہ خاک کا وزن بالآخر اس پانی کو نیچے لاتا ہے۔ اس واسطے اگر مٹی کے چند بورے ہوائی جہازوں میں لاد کر بادلوں سے اوپر لے جاکر کرہ ہوا میں پھیلا دئے جائیں۔ تو اُن کے ذریعہ سے جلد بارش ہو سکتی ہے ۔

ایک امریکن نو مسلم

امریکہ کا ایک نومسلم مسٹر سٹوالٹ ہاف من لکھتا ہے۔

"میں نے جزیرہ ہونولولو میں ایک ملازمت حاصل کرکے کوشش کی کہ وہاں سے ہندوستان پہنچوں۔ آپ سے ملوں۔ اور مزید دینی تعلیم حاصل کروں مگر اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور پھر واپس صوبجات متحدہ میں آ گیا ہوں۔ لیکن میں امید کرتا ہوں۔ کہ انشاء اللہ وہ وقت آئیگا۔ جبکہ میری امیدیں عملی جامہ پہنیں گی۔ اور ضرور مسائل دینیہ سے واقف ہونے کے بعد میں کسی دن حج کرنے کے لئے مکہ پہونچ جاؤں گا۔ اس وقت میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری ہو جائے گی۔ اور مجھے کمال خوشی حاصل ہوگی۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اسلامی خدمات اور نیک کاموں کو قبول کرکے آپکے تمام کاروبار کو مبارک کر رہا ہے۔

ایک امریکن کو قادیان آنے کا شوق

مسٹر احمد اینڈرسن نیویارک کے نومسلم کہتے ہیں۔ میری خواہش قادیان پہونچنے کی دن بدن بڑھ رہی ہے۔ کاش کہ پاسپورٹ کا جھگڑا درمیان میں نہ ہوتا۔ اور میں فوراً جہاز پر سوار ہو جاتا ۔

شراب کی بجائے پانی پر ٹیکس

ملک آسٹریا کے ایک شہر کا نام میونخ ہی جس کی آبادی چھ لاکھ ہے۔ وہاں کی بیئر شراب مشہور ہے جو کثرت سے بنائی جاتی اور پی جاتی ہے۔ کسی ضرورت کے واسطے شہر کی میونسپلٹی میں یہ ریزولیوشن پیش ہوا کہ بیئر شراب پر ٹیکس لگایا جائے۔ بہت مباحثہ کے بعد یہ قرار پایا کہ شراب تو ضروریات زندگی میں سے ہے۔ اس پر ٹیکس لگانا مناسب نہیں۔ لیکن چونکہ آمد بڑھانا ضروری تھا۔ اس واسطے پانی پر پندرہ لاکھ روپے سالانہ کا ٹیکس لگانا منظور کیا گیا ۔

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کی نحودانی

الفضل ۱۵ ستمبر ۱۹۲۵ء میں میرا ایک مضمون بعنوان "مسئلہ وفات مسیح" چھپا تھا جس پر مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانی مع اپنے شاگردان رشید کے بہت سٹ پٹائے ہیں۔ اور رسالہ "تائید اسلام" لاہور نمبر ۲ میں مجھے سخت سست کہتے ہوئے مضمون مندرجہ الفضل کا جواب دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

اکتوبر ۱۹۲۴ء میں مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مفتی صاحب موصوف کا حیات و وفات مسیح علیہ السلام پر تحریری مناظرہ ہوا۔ جو "مباحثہ میانی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اور قابل دید ہے۔ مفتی صاحب مذکور کی طرف سے بل ابطالیہ کے قصہ کو بعد ازاں بھی دہرایا گیا۔ اس لئے میں نے مفتی صاحب کے دعویٰ کو توڑنے کے لئے ایک صاف اور بیّن استدلال پیش کیا۔ مفتی صاحب کا دعویٰ تھا۔ "جب جملہ منفی ہو تو اس وقت بل ابطالیہ ہی ہوگا۔" گو اس دعویٰ کے لئے کوئی دلیل کوئی نحوی نص یا کوئی استعمال لغت پیش نہ کیا گیا تھا۔ بلکہ محض مفتی صاحب کا اپنا اختراعی خیال تھا۔ تاہم ضروری سمجھا گیا کہ ایک آیت قرآنی کی طرف میں بھی جناب کی توجہ مبذول کراؤں۔ تا کہ آپ دیکھیں۔ کہ یہ منگھڑت قاعدہ کہاں تک درست ہے۔ چنانچہ میں نے آیت ما ضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون پیش کی۔ چاہیے تھا کہ آپ کلام الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرتے۔ اور خاموش ہو جاتے۔ مگر کیونکر؟ ع

کلاغ آں باشد کہ چپ نشود

آپ نے اپنے خیال کو تبدیل کرنے کی بجائے آیت قرآنی میں بے جا تصرف اور دور از کار تاویل شروع کر دی۔ چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

ما ضربوہ لک الا جدلا میں بیان ابن مریم غیر خصومت کے لئے منفی ہے۔ جیسا کہ ما نافیہ کے بعد الا آنے سے مستفاد ہوتا ہے۔ اور بیان ابن مریم خصومت کے لئے بل کا مدخول۔ جیسا کہ ھم قوم خصمون سے مفہوم ہے۔ اور منفی یعنی بیان ابن مریم غیر خصومت کے لئے کو بل ثابت کر رہا ہے۔ اور یہاں منفی اور اس مدخول بل کے ملزوم نہیں۔ بلکہ تنافی اور ضدیت ہے۔ کما لا یخفی"

اس عبارت میں فقرہ "بیان ابن مریم خصومت کے لئے بل کا مدخول جیسا کہ ھم قوم خصمون سے مفہوم ہے" قابل داد ہے۔ مطلق کو مقید کر لینا اسے ہی کہتے ہیں۔ جناب مفتی صاحب! فرمائیے "بیان ابن مریم" کس طرح "ھم قوم" "خصمون" سے

مفہوم ہوتا ہے؟ آپ فرماتے ہیں:۔ "منفی یعنی بیان ابن مریم غیر خصومت کے لئے کو بل ثابت کر رہا ہے۔ صاحب من! آپ تو بل کو محض ابطالیہ ثابت کر رہے ہیں "ثابت کر رہا ہے" چہ معنی دارد؟ نیز یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ جب ما نافیہ آکر اس بیان مدخول علیہ کو باطل کر چکا تو اب بل ابطالیہ کیونکر ابطال کریگا؟ کیا پھر "نفی النفی اثبات" کا مسئلہ جاری نہ ہوجائے گا۔ آپ نے گویا جواباً فرمایا ہے "نفی کے بعد بل ابطالیہ سے یہ مراد ہے۔ کہ وصف منفی کو یہ بل باطل کردیتا ہے۔ اور جس وصف پر داخل ہے۔ اس کو ثابت کرتا ہے" چہ خوب! در ینصورت نفی کی کیا غرض ہوتی ہے؟ "وصف منفی" کا ابطال تو اس وصف مدخول علیہ النفی کے اثبات کو مستلزم ہے۔ ھٰذا اخلف۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ نفی کے علاوہ جو بیان ہوتا ہے بل اس کی تردید کرتا ہے۔ تو پھر سوال ہوگا کہ حرف نفی کیا افادہ کرتا ہے؟ جب نفی نے ہی اس بیان کو باطل کردیا تو پھر بھی بل کو ابطال بیان کے لئے کہنا سراسر تحکم نہیں تو اور کیا ہے؟ ہاں آپ کے بیان بالا کے ماتحت چاہیئے تھا۔ کہ آیت بل ھم قوم خصمون میں بل "بیان ابن مریم غیر خصومت منفی" کو باطل کرے۔ کیونکہ یہی "وصف منفی" ہے۔ اور یہ "وصف منفی" دوسرے لفظوں میں "بیان ابن مریم خصومت کیلئے" کا مترادف ہے۔ کیونکہ "غیر خصومت" کو "منفی" کیا جائے تو "خصومت" رہ جائیگا۔ اور "بیان ابن مریم خصومت کیلئے" کو آپ نے بل کا مدخول مانا ہے۔ دریں صورت بل کے ماقبل و مابعد میں تضاد نہیں۔ بلکہ اتحاد ثابت ہوا۔ وھو المراد فافہم

آپ فرماتے ہیں:۔

"مابین اس منفی اور اس مدخول بل کے لزوم نہیں۔ بلکہ تنافی و ضدیت ہے۔ کما لایخفیٰ"

ظاہر ہے کہ بل کا ماقبل و مابعد اللہ تعالےٰ کا کلام محض ہے کسی غیر کے قول کی حکایت نہیں۔ اس لئے اگر "بل" کے قبل اور بعد میں "ضدیت اور تنافی" ہے۔ تو گویا کلام الٰہی میں تناقض لازم آیا۔ حالانکہ یہ محال ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ اور جو مستلزم محال ہو۔ وہ خود محال ہوتا ہے۔ پس آپ کا یہ قول باطل ٹھہرا۔ اور جب "ضدیت" ثابت نہ ہوئی۔ تو آپ کا ابطال مزعومہ بھی کافور ہوگیا۔ فافہم وتدبر

ہم نے مفتی صاحب کے "بل" اضرابیہ ابطالیہ کے مقابل پر لکھا تھا "ثابت ہوا کہ بل اضرابیہ ہی نہیں بلکہ ترقی کے لئے بھی آتا ہے" جس کے صاف معنی یہ تھے کہ بل اضرابیہ ابطالیہ ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ ترقی کے لئے بھی آتا ہے۔ اضراب مطلق تو زیر بحث نہ تھا۔ مفتی صاحب والا بل اضرابیہ یعنی اضرابیہ ابطالیہ مراد تھا۔ کیونکہ آپ کا بیان بالمقابل تھا۔ ع

وبضدھا تتبین الاشیاءٗ

مگر تعصب کا ستیاناس ہو کہ آپ اضراب مطلق کی بحث میں چلے گئے۔ سے

برین عقل و دانش بباید گریست

جناب نے تحریر فرمایا ہے:۔

"حقیقت یہ ہے کہ نحویوں نے لکھا ہے۔ کہ بل اضراب کے لئے آتا ہے۔ اور اس سے مراد کبھی پہلے خیال کا ابطال ہوتا ہے۔ اور کبھی ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف انتقال۔ پہلے کی مثال ہے۔ وقالوا اتخذ الرحمٰن ولداً سبحانہ بل عباد مکرمون" اور دوسرے کی مثال ہے۔ قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی بل تؤثرون الحیاۃ الدنیا (مغنی)"

اس عبارت میں "مغنی" کے نام پر آیت بل تؤثرون الحیاۃ الدنیا میں بل کو اضرابیہ بمعنی الانتقال من غرضٍ الیٰ آخر" اور بل عباد مکرمون میں بل کو ابطالیہ قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ صاحب مغنی اللبیب نے فرمایا ہے "وھی فی ذالک کلہ حرف ابتداء لا عاطفۃ علی الصحیح" کہ بل اس جگہ صرف حرف ابتداء ہے۔ (مفتی صاحب عربی زبان کی ناواقفیت کی وجہ سے عربی عبارت سمجھ نہیں سکے) جو جملہ مستانفہ منقطعہ پر داخل ہوا ہے۔ گویا وہ بل کے اس جگہ "اضراب ابطالی" کے لئے ہونے سے انکاری ہیں۔ اور ان امثلہ میں صرف "اضراب انتقالی" کو صحیح جانتے ہیں۔ مگر مفتی صاحب ہر دو کو انہیں سے ثابت کر رہے ہیں۔

مفتی صاحب! اصل متنازعہ فیہا مسئلہ یعنی جب جملہ منفی ہو تو اس وقت بل ابطالیہ ہی ہوگا۔ جیسا کہ آپ کے نزدیک "انت بل رفعہ اللّٰہ الیہ" میں ہے کا فیصلہ بھی "مغنی اللبیب" سے کرلیں۔ کیا صاحب مغنی نے کہیں لکھا ہے۔ کہ جب جملہ منفی ہو تو اس وقت بل ابطالیہ ہی ہوگا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ یہ قاعدہ مفرد کے متعلق ہے۔ اور جناب نے اس کو جملہ کے لئے تصور فرمالیا ہے "بل" کے بعد جملہ ہونے کی صورت میں "بل" کے معنوں کیلئے عبارت ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

"واما التی تلیھا الجمل ففائدتھا الانتقال من جملۃٍ الیٰ اخریٰ اھم من الاولیٰ وقد تجیٔ للغلط ... والتی لتدارک الغلط نحو ضربت زیداً بل اکرمتہٗ وخرج زیدٌ بل دخل خالدٌ"

(دیکھو رضی شرح کافیہ صفحہ ۵۱۴)

کہ بل کے بعد جملہ آنے سے اس کے معنی "اضراب انتقالی" کے ہوتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھی غلطی کے تدارک کیلئے بھی آجاتا ہے۔ اور جیسے کہیں میں نے زید کو مارا۔ بلکہ اس کی عزت کی۔ اور زید چلا گیا نہیں بلکہ خالد اندر آیا"۔ اور یہ تو مسلم ہی ہے کہ خدا کے کلام میں غلطی ناممکن ہے۔ اس لئے متعین ہوا کہ قرآن پاک میں بل کا مابعد اگر جملہ ہو تو وہ "بل اضراب انتقالی" ہوگا۔

آپ بلاوجہ خلاف نحاۃ قرآن کریم بالخصوص آیات بل رفعہ اللّٰہ الیہ۔ وبل ھم قوم خصمون۔ وبل ادّارک علمھم فی الاٰخرۃ میں بل کو ابطالیہ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ابن مالک نے صاف کہا ہے۔ "انھا لا تقع فی التنزیل الا علیٰ ھٰذا الوجہ" کہ قرآن کریم میں بل صرف اضراب بمعنی ثانی یعنی "الانتقال من غرضٍ الیٰ اٰخر" کے لئے ہی آتا ہے۔ اور امام سیوطیؒ بھی ابن مالک کی ہی تائید کرتے ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

"قال السیوطی بعد ان نقل غیر ذالک ایضاً فھٰذہٖ النقول متضافرۃ علیٰ ما قال ابن مالکؒ من عدم وقوع الاضراب الابطالی فی القراٰن"

کہ سیوطی نے بہت اقوال جمع کرنے کے بعد کہا ہے۔ کہ یہ تمام کے تمام ابن مالک کے اس قول کی تائید کرتے ہیں۔ کہ قرآن پاک میں "اضراب ابطالی" واقع نہیں ہوتا۔ بلکہ یہاں تک تصریح موجود ہے۔

"فان الذی قررہٗ الناس فی اضراب الابطال انہ الواقع بعد غلط او نسیان او تبدل رأیٍ والقراٰن منزہٌ عن ذالک ولھٰذا قالوا ان بدل الغلط لا یقع فی القراٰن"

(دیکھو القصر المبنی جلد ۱ صفحہ ۵۸۲)

کہ سب لوگوں نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے۔ کہ اضراب ابطال غلطی نسیان یا تبدیلی رائے کے بعد واقع ہوتا ہے۔ اور قرآن پاک ان باتوں سے منزہ ہے۔ اس لئے وہ کہتے ہیں۔ کہ قرآن کریم میں بدل غلط بھی نہیں ہوتا"۔ گویا قرآن پاک میں بل اضراب ابطالی کے لئے نہیں آتا۔ باقی جس نے ابن مالک کے قول کو وہم قرار دیا ہے۔ نحویوں نے اس کے قول کو وہم بتلایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(القصر المبنی جلد ۱ صفحہ ۵۸۳)

اور پھر بل ابطالیہ کے وارد فی القرآن ہونے کے خلاف ابن مالک کی دلیل "ان الباطل لا یقع فی القراٰن"۔ یعنی قرآن میں کلام باطل نہیں ہوسکتا۔ کا جواب دیتے ہوئے خاتمۃ المحققین الشیخ محمد الامیرؒ نے بھی حاشیہ مغنی اللبیب صفحہ ۹۵ پر فرمایا ہے۔

"فجوابہٗ انہٗ یحکی" کہ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ کلام باطل قرآن پاک میں بطور حکایت عن الغیر لایا جاسکتا ہے۔ یعنی بل ابطالیہ قرآن پاک میں وہاں ہوگا۔ جہاں پر کسی غیر کا قول نقل کیا گیا ہو۔ جیسے آیت

"وقالوا اتخذ الرحمٰن ولداً سبحانہٗ بل عبادٌ مکرمون" میں ہے۔

اس کے علاوہ دوسری جگہ قرآن مجید میں بل کو ابطالیہ بنانا گویا خدا کے لئے "کلام باطل" قرار دینا ہے۔ جو بالکل ممتنع ہے۔ اب ملاحظہ فرمایئے۔ کہ آیت ما ضلّ صاحبکم ... بل ھم قوم خصمون" حکایتاً نہیں۔ بلکہ اصالتاً خدا کا کلام ہے۔ کسی غیر کی طرف سے یہ قول نقل نہیں کیا گیا۔ تو پھر اس میں بل ابطالیہ قرار دینا اللہ تعالےٰ کیلئے "کلام باطل" جائز قرار دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ جو سراسر محال ہے۔ پس از روئے قول نحاۃ اس جگہ تو کسی صورت میں بھی بل "اضرابیہ ابطالیہ" نہیں ہو سکتا۔ مگر مفتی صاحب ہیں۔ کہ باپن دعویٰ ہمہ دانی اس کو ابطالیہ بتا رہے ہیں۔ یا للعجب (اسی طرح ما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ" میں بھی یہ تمام خدا تعالےٰ کا اصالتاً کلام ہے۔ پس اس میں بھی بل اضرابیہ ابطالیہ نہیں ہو سکتا۔ فافہم)

اس سے بڑھ کر یہ کہ مولوی شمس صاحب مجاہد دمشق کی پیش کردہ آیت "وما یشعرون ایان یبعثون بل ادارک علمھم فی الاخرۃ" پر بھی گوہر افشانی فرماتے ہیں:-

"آیت وما یشعرون ایان یبعثون بل ادارک علمھم فی الاخرۃ میں علم بالآخرۃ اور جہل بالآخرۃ کے درمیان لزوم نہیں۔ بلکہ منافی وضدیت ہے"

حالانکہ اس توجیہہ پر علاوہ مندرجہ بالا اعتراضات کے یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ ان کے لئے نفی شعور ایان یبعثون کی ہے۔ اور ان کا اختلاف علم وجود آخرۃ میں ہے۔ گو بظاہر ایک مقید بقید آخر ہے۔ مگر آپ ہیں۔ کہ ان میں بھی ضدیت ثابت کر رہے ہیں۔ نیز جناب والا نے شعور اور علم کے سیف فرق کو بھی جو آیت کی شان کو دوبالا کر رہا ہے۔ بالکل نظر انداز فرما دیا ہے۔ آپ کے نزدیک گویا شعور بالآخرۃ اور اختلاف علم بالآخرۃ بالمقابل ضدین ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ بل کو ابطالیہ بنانا آنجناب کا مقصد ہے۔ باقی خواہ کچھ ہو۔ آیت کے معنی غلط ہو جائیں۔ الفاظ زائد اور بے معنی ثابت ہو جائیں۔ مگر بل ابطالیہ رہے۔ تاکہ قرآن میں "کلام باطل" خدا کے لئے جائز ثابت ہو سکے۔ پس ثابت ہوا۔ ان رکیک اور غلط تاویلات کے ذریعہ جناب مفتی صاحب کا اپنے مدعا کو ثابت کرنا پانی پر لکیر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا +

ہم نے اپنے مضمون میں مفتی صاحب کے اسی طرح کے اور بھی بہت سے "لطیف" استدلالوں کو توڑا تھا۔ اور جناب مفتی صاحب کی عربی قابلیت کو طشت از بام کیا تھا۔ مگر جناب مفتی صاحب نے اپنے مضمون میں ان کو چھوا تک نہیں۔ اور خاموشی اختیار کر کے ہمارے دلائل کی مضبوطی کا اقرار کر لیا ہے۔ والسلام +

عبد الرحمٰن خادم سیکرٹری انجمن ترقی تعلیم احمدیہ ایسوسی ایشن گجرات۔ پنجاب۔

احمدی مستورات کی خدمت دین

ایک عرصہ ہو گیا ہے۔ کہ ناظر صاحب دعوت وتبلیغ نے احمدی مستورات سے خدمت دین میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی تھی۔ مگر ابھی تک اس کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ یہ تو خیال نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس تحریک پر خاموشی کی وجہ کسی کا کام نہ جاننا ہو۔ کچھ نہ کچھ کام تو ہر ایک بہن ضرور جانتی ہے۔ پھر اس خاموشی کی کیا وجہ؟ جہاں تک میرا خیال ہے۔ عام طور پر ہاتھ کی بنی ہوئی چیز کو ناپسند کرنا مستورات کو کسی کام کے کرنے کی جرأت نہیں دلاتا۔

اگر اس کا کچھ بندوبست کیا جائے۔ تو یقین ہے۔ کہ بہت بہنیں کام کرنے پر آمادہ ہوں۔ میں اپنی دوسری بہنوں کو اس کار خیر پر توجہ دلاتے ہوئے خود بھی لبیک کہتی ہوں اور خدمت دین کے لئے ایک گھنٹہ چھوڑ تین گھنٹہ روز دینے کو تیار ہوں۔ فی الحال میں دو ایک چیزیں کروشیا سے بن کر تیار کرتی ہوں۔ اور اگر سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ قادیان منظور فرمائیں۔ تو ان کی خدمت میں ارسال کر دوں۔ کہ وہ انہیں فروخت کر کے قیمت اشاعت اسلام میں دے دیں (اگر سیکرٹری صاحبہ میری اس تجویز کو منظور فرمائیں۔ تو میں ایک مہینہ کے اندر تیار کر کے بھیج دونگی) اور آئندہ بھی انشاء اللہ بھیجتی رہونگی۔ ساتھ ہی بہنوں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اگر آپ کروشیا کی بنی ہوئی اشیاء مثلاً میز پوش کرسی پوش تکیوں کے غلاف بستر کی چادروں کو لگانے کی لیس چھوٹے بچوں کی ٹوپیاں وغیرہ پسند کریں۔ تو آرڈر دے کر ہم خرما وہم ثواب حاصل کریں۔ آپ کی فرمائش نہایت نفیس نازک اور پائدار بنائی جائے گی۔ اور اس کی قیمت اشاعت اسلام کیلئے مرکز میں بھیج دی جایا کریگی +

امید کہ میری وہ بہنیں جو بستروں تکیوں میزوں وغیرہ پر بازاری فیتے استعمال کرتی ہیں۔ وہ بازار سے لینے کی بجائے ہاتھ کے بنے ہوئے خرید کر اشاعت اسلام کے فنڈ میں مدد دیں گی۔ اسی طرح دوسری بہنیں جو کچھ بھی تیار کر سکیں۔ کریں۔ اور بہتر ترکیب تو یہی ہے۔ کہ اس قسم کی اشیاء کی فروخت کا انتظام ممبرات لجنہ کریں۔ اور مقدور والی بہنیں ضرور خریدیں۔ کہ یہ بھی خدمت دین ہے۔ اس طرح ایک تو کام کرنے والی بہنوں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ کام کی ترغیب ہوگی۔ محنت کی عادت ہوگی۔ پھر سب سے بڑھ کر اسلام کی اشاعت میں مدد۔

امید کہ میری اس ناچیز تجویز کو بہنیں قبولیت کا جامہ پہنائیں گی۔ اور جلد سے جلد اس کار خیر پر عمل پیرا ہو کر اپنے کمزور ہاتھوں کو خدا کی مدد سے دین اسلام کی خدمت کے لئے ...

[illegible]

بجٹ فارم اور احمدی جماعتیں

بجٹ فارم مفصل ہدایات کے ساتھ ارسال کئے ہوئے ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے۔ فارم مذکور کے اوپر یہ تاکیدی لکھا گیا تھا۔ کہ جماعتیں خانہ پری ایک ماہ کے اندر کر کے واپس کر دیں۔ لیکن اس وقت تک صرف ۴۴ جماعتوں سے یہ فارم آیا ہے۔ جن کی فہرست احمدیہ گزٹ میں دی گئی ہے +

اب تک جن جماعتوں سے بجٹ فارم وصول ہوئے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مکمل اور باقاعدہ اور باشرح بجٹ فارم جماعت لالہ موسیٰ کا ہے۔ یہ فارم جناب سیکرٹری صاحب حکیم محمد قاسم صاحب نے بہت محنت اور پوری کوشش اور دلچسپی سے پُر کیا ہے جس کے لئے میں ان کا مشکور ہوں +

میں نے لالہ موسیٰ کے بجٹ فارم کا مقابلہ گذشتہ تین سال کے بجٹ مقررہ اور رقم داخل شدہ سے کیا۔ تو اس سال کا بجٹ فارم دو چند کے قریباً پایا گیا۔ بجٹ سال رواں ۱۱۰۰ ہے +

لالہ موسیٰ کے علاوہ ذیل کی جماعتوں نے اپنا بجٹ فارم ایک حد تک مکمل کر کے ارسال فرمایا ہے۔ نابھہ۔ کوہاٹ۔ نواں پنڈ بھیدالان۔ احمد پور سمہ۔ ڈیرہ نانک۔ باجوہ۔ عثمان آباد۔ دھوری۔ لویری والہ

میں ذیل کی بڑی بڑی جماعتوں کو خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اپنے بجٹ فارم بھیجنے میں کیوں دیر کر رہے ہیں۔ جلد سے جلد ارسال فرمائیں۔ سیالکوٹ شہر و چھاؤنی۔ امرتسر۔ لاہور۔ شیخوپورہ۔ گجرات۔ کھاریاں۔ چکوال۔ کیمبل پور۔ راولپنڈی۔ مردان۔ نوشہرہ۔ پشاور۔ لائل پور۔ سرگودہا۔ بھیرہ۔ منٹگمری۔ جالندھر شہر و چھاؤنی۔ بنگہ۔ کپورتھلہ۔ لدھیانہ۔ پٹیالہ۔ سنور۔ انبالہ۔ شملہ۔ دہلی۔ حصار۔ کراچی۔ رہڑکی۔ آگرہ۔ کوئٹہ۔ میرٹھ۔ شاہجہانپور۔ لکھنؤ۔ حیدر آباد دکن۔ سکندر آباد۔ یادگیر۔ علاقہ بہار۔ بھاگلپور۔ مونگھیر۔ کلکتہ۔ برہمن بڑیہ +

(محمد اشرف۔ قائم مقام ناظر بیت المال)

ڈھائی آنہ یا دس پیسہ ماہوار

میں آپ کو گھر بیٹھے ایک ایسا بہترین ماہوار رسالہ مل سکتا ہے جس میں ہر قسم کے مفید مضامین دلچسپ چھوٹے قصے، کتابی صورت میں مسلسل ناول، معلومات لطائف لطیفے بہترین وکار آمد باتیں ہونگی۔ اس رسالہ کا نام "تفریح" جو ۲۰x۳۰ کی بڑی تقطیع پر اگست ۱۹۲۶ء سے ماہوار شائع ہوگا۔ ۴۸ صفحہ ضخامت ہوگی۔ اتنا بڑا رسالہ ۲ روپیہ ماہوار میں دینا آسان نہیں ہے۔ لیکن ہم مالی نفع اس رسالہ سے نہیں چاہتے۔ اور صرف اپنا شوق پورا کرنا اور ہندوستان کے علم دوست طبقہ کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ قیمت سالانہ ۲ ششماہی ۱ سہ ماہی ۱۲ آنہ نمونہ مفت طلب فرمایئے

[illegible]

(اشتہارات)

یہ بات ذہن نشین کر لیجئے

کہ امرت دھارا صرف ہماری ایجاد ہے جس کا اصل نسخہ سوائے ہمارے کوئی نہیں جانتا ہے امرت دھارا کی خوبی کا باعث ہے کہ ہر شخص امرت دھارا کا مالک بننا چاہتا ہے امرت دھارا کی اس قدر شہرت دیکھ کر بہت سے اشتہار باز مختلف ناموں سے ایسی ہی ادعا کی ادویات مشتہر کر کے لوگوں کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ امرت دھارا کے ہی برابر ہے کتب فروش اپنی کتب کی بکری کا ذریعہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہ لوگوں کو بتا دیں کہ

ان کی کتاب میں امرت دھارا کا نسخہ ہے

مگر یہ سب جھوٹ ہیں نقلیں ہیں اصل کوئی نہیں جانتے ہیں ہم نقل سے احتیاط بھی بتا کر رکھتے ہیں اور ۱۲ ارنی شیشی بھیجے ہیں جبکہ اتنی شیشی امرت دھارا کی قیمت ؏ ہے امرت دھارا کی چھوٹی شیشی نمونہ کی آٹھ آنہ قیمت

امرت دھارا

(رجسٹرڈ)

تمہارے گھر کا ڈاکٹر

از کل امراض کا جو عام طور پر گھروں میں بوڑھوں بچوں اور جوانوں مردوں عورتوں کو ہوتی رہتی ہیں جن کا علاج ہے مفصل حالات کے واسطے رسالہ امرت مفت منگوائیں

بمعہ ترکیب استعمال ہر زبان میں مل سکتا ہے!

خط و کتابت و تار کیلئے پتہ۔ امرت دھارا لاہور

امرت دھارا سلور جوبلی کے دلچسپ حالات دیکھنے ہوں تو رپورٹ سلور جوبلی مفت منگوا لیں!

المشتہر

منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

رشتہ کی ضرورت

ایک کنواری لڑکی کے لئے جو امور خانہ داری سے بخوبی واقف ہے پڑھی لکھی ہے رشتہ کی ضرورت ہے۔ ضرورتمند احباب مفصلہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں+

ع۔ ح معرفت منیجر الفضل

نپٹ بہراپن (رجسٹرڈ)

کم سننے کان بہنے بڑدوں یا بچوں کے بہنے۔ درد۔ بھاری پن۔ ورم خشکی کھجلی سنسناہٹ آوازیں بجنے۔ بہروں کی کمزوری اور کان کی تمام بیماریوں کی صفحہ دنیا پر صرف ایک اکسیر اور بے خطا دوا۔ بلب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کان ہے۔ فی شیشی بکرو پیہ چار آنہ تین شیشی ایکسا تھ منگانے پر محصولڈاک معاف۔

بادشاہی منجن مسوڑوں سے خون جانے۔ درد۔ پانی لگنے اور دانت کی ہر ایک تکلیف پر مجرب دوائی ہمیشہ استعمال کے قابل ہے۔ فی شیشی چار آنہ ہم دھوکہ بازوں ٹھگوں سے ہشیار۔ مرض دمہ کا شرطیہ علاج کیا جاتا ہے۔ اپنا پتہ صاف لکھیئے:۔

پتہ

کان کی دوا۔ بلب اینڈ سنز پیلی بھیت۔ یو۔ پی

طاقت کی مشہور و معروف دوائی

سلاجیت خالص

قیمت فی چھٹانک دو روپے بارہ آنے۔ آدھ پاؤ پانچ روپے پاؤ بھر نو روپے۔ معہ محصولڈاک۔

پتہ

حکیم حاذق علیم الدین سند یافتہ پنجاب یونیورسٹی محلہ قلعہ امرتسر

اپنے دانتوں کی حفاظت کرو

بخشی ہیر امنجن

کے استعمال سے دانتوں کا ہلنا۔ درد کرنا۔ گوشت خورے کا لگنا مسوڑوں کا پھولنا۔ خون پیپ کا آنا۔ پانی لگنا۔ منہ سے بدبو کا آنا وغیرہ چند روز میں اللہ تعالے کے فضل سے بالکل آرام ہو جائیگا آزمائش شرط ہے۔ قیمت جو فوائد کے لحاظ سے بالکل کم ہے۔ فی شیشی کلاں ۸ر۔ خورد ۲ر۔ قیمت اور محصولڈاک کیلئے ٹکٹ ارسال فرمائیں

سرمہ خاص

جو آنکھوں کی ہر مرض دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے۔ پڑبال آنکھ سے پانی آنا سرخی آنکھ وغیرہ کیلئے اللہ تعالے کے فضل سے بہت مفید ہے اس کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ باوجود اس قدر فوائد کے قیمت بالکل معمولی یعنی فی شیشی کلاں ۱۲ر خورد ۶ر۔ محصول بذمہ خریدار+

ملنے کا پتہ

چوہدری اللہ بخش مستری ہال بازار امرتسر
رحمان منزل قادیان ضلع گورداسپور

اگر آپ بے کار ہیں یا تنخواہ کم ہے۔ گذارہ نہیں ہوتا ہے۔ یا دوکان میں ترقی دینا چاہتے ہیں۔ تو سی۔ پی۔ اسٹور "عبید اللہ گنج" جی۔ آئی۔ پی ریلوے کو لکھیئے:

[illegible]

خیاطی پیشہ اصحاب کو خوشخبری

اس فن کے شوق رکھنے والے اور عام درزی صاحبان کی سہولت کیلئے ہمارے پاس لائی کی سنگر مشین سیکنڈ نہایت پائدار مضبوط خوبصورت فروخت ہوتی ہیں۔ بلحاظ پائداری مضبوطی کے قیمت نہایت کم تا کہ ہر ایک حاجتمند فائدہ اٹھا سکے ہاتھ سے چلانے والی قیمت پچاس روپیہ۔ پاؤں سے کام کرنے والی قیمت ساٹھ روپیہ۔ محصول پیکنگ بذمہ خریدار+

نوٹ:۔ دس روپیہ بمعہ آرڈر آنے پر تعمیل ہوگی۔ جو دوست کل قیمت پہلے روانہ کرینگے۔ محصول پیکنگ معاف+

المشتہر

احمدیہ امپورٹ ایجنسی اینڈ جنرل ورکس شاہجہانپور

بچوں کو موٹا تازہ طاقتور بنائیے

اور اُن کی نار کھانسی۔ بدہضمی۔ دودھ ڈالنا۔ دست ہونا پسلی چلنا پیٹ پھولنا۔ [illegible] ہر ایک بیماری کو دور کرنے کے لئے

حکیم تلسی پرشاد اگروال کی گورنمنٹ سے [illegible]

بال جیون گھٹی

(رجسٹرڈ)

ایک مشہور بچوں کی سودیشی امرت صفت دوا ہے۔ اسکو بچہ اور ان کے [illegible] خوش ہو کر پی لیتے ہیں۔ اگر یہ گھٹی اچھے بھلے بچے کو پلا دی جایا کریگی تو بچہ ہمیشہ تندرست رہیگا۔ [illegible] کوئی بیماری اس کے پاس [illegible] قیمت فی شیشی ۸ر محصول [illegible] دوکاندار [illegible] ایک درجن کی قیمت [illegible] اشتہارات و سائن بورڈ ہمراہ پارسل مفت۔ [illegible] بازاروں میں دیسی انگریزی دوافروشوں سے خرید و اگر نہ ملے تو

بال جیون گھٹی کار یالیہ علی گڑھ شہر سے منگاؤ

[illegible]

(اشتہارات)

نور اینڈ سنز کی شہرۂ آفاق ادویات

جناب منیجر صاحب الفضل لکھتے ہیں کہ

"موتی دانت پوڈر۔ اکسیر معدہ۔ موتی سرمہ کا تجربہ ہم نے کیا ہے۔ یہ ادویہ مفید پائی گئی ہیں۔ اور یہ امر موجب خوشی ہے۔ کہ منیجر نور اینڈ سنز کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے جبتک مختلف آدمیوں پر اسے آزما کر مفید ہونیکا اطمینان نہ حاصل کر لیں" (الفضل ۲۹ جون ۱۹۲۶ء)

مجھے صرف موتی سرمہ رجسٹرڈ سے آرام آیا

جناب منشی فخر الدین صاحب ملتانی مالک کتاب گھر قادیان تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے بدقسمتی سے گکروں کی شکایت پیدا ہو گئی تھی عام مختلف ادویات استعمال کیں۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ تکلیف میں اضافہ ہو گیا حسن اتفاق سے میں نے اپنے قدیم عنایت فرما جناب شیخ محمد یوسف صاحب سے ذکر کیا۔ تو انہوں نے اپنا تیار کردہ موتیوں کا سرمہ عنایت کیا۔ جسکو میں نے ان کی ہدایت کے مطابق استعمال کیا۔ دو چار روز میں ہی وہ شکایت دور ہو گئی۔ اس کے لئے میں شیخ صاحب کو علاوہ شکریہ خاص کے اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔

اب اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت نہ ہو سکتی ہے جہاں اور دوائیں ناکام ثابت ہوئیں وہاں موتی سرمہ نے فوراً مسیحائی اثر دکھلایا۔ اگر آپکو اپنی پیاری آنکھوں کی کچھ بھی قدر ہے تو آپ آج سے ہی موتی سرمہ کا استعمال شروع کر دیں جو جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر اور نور بصارت کو تیز کرنے کے لئے تریاق کا حکم رکھتا ہے قیمت فی تولہ دو روپے

اکسیر البدن رجسٹرڈ پہلے جس قدر دوا تیار ہوئی تھی۔ وہ اپنی خوبیوں کی وجہ سے ہاتھوں ہاتھ اڑ گئی۔ اب نئی تیار ہوئی ہے۔ خواہشمند احباب جلد اپنا نام رجسٹرڈ کرا لیں۔ ورنہ بعد میں دوبارہ تیار ہونے تک منتظر رہنا پڑے گا۔ کیونکہ بوجہ قیمتی اشیاء کے کم مقدار میں تیار کیجاتی ہے۔ یہ دوا کیا ہے گویا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ کمزور پٹھوں کو مضبوط بنانا صرف اسی دوا کا کام ہے گویا جسم کی بدنی و دماغی کمزوری کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی چالاکی پیدا کرنا اس پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

ایک حکیم کی شہادت جناب حکیم پیر سراج الحق صاحب نعمانی سرساوی لکھتے ہیں کہ دوائی مجھے بہت مفید ثابت ہوئی۔ اعصابی کمزوری اور درد جاتا رہا نزلہ کی شکایت دور اور سستی کافور ہو گئی۔ بھوک کھل گئی۔ میں علی الخصوص کہہ سکتا ہوں کہ بیشک یہ دوا ہر مرد و عورت پیر و جوان کے لئے مفید ہے"

اکسیر معدہ یہ کون نہیں جانتا کہ کمزور معدہ انسانی زندگی کو تلخ بنا دیتا ہے جس کا نتیجہ درد شکم اپھارہ باؤ گولہ پیٹ کا گڑگڑانا۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ ترش ڈکار۔ متلی۔ جی کا متلانا۔ ضعف۔ تشنج۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا وغیرہ ہوتا ہے۔ اکسیر معدہ صرف ان عوارض کو ہی دور کرتی ہے بلکہ ہاضمہ کو تیز بھوک کو بڑھاتی۔ معدہ کو طاقت دیتی اور رنگ کو نکھارتی ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ علاوہ محصول

موتی دانت پوڈر رجسٹرڈ سب اطباء اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ گندہ منہ اور میلے دانت ہزاروں بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو مقدم و عزیز رکھتے ہیں تو آج سے ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی کل بیماریوں کیڑا لگنا۔ خون یا پیپ آنا۔ ہلنا۔ پیلا رنگ۔ بدبو اور منہ سے پانی آنا وغیرہ کو دور کرتا۔ انکو فولاد کی طرح مضبوط بناتا اور موتیوں جیسا چمکاتا۔ بدبو کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنے علاوہ محصول

جناب منیجر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت جناب مولانا محمد الدین صاحب بی۔ اے سابق مسلم مشنری امریکہ حال منیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں کہ میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا بہت مفید پایا علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف کرنے کے یہ مسوڑوں کے لئے بھی نہایت مفید ہے۔ میرے ایک دانت میں درد تھی بہت حد تک تخفیف ہو گئی۔

ملنے کا پتہ

علی محمد منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

ولایت کی نئی کاریگری

ایک دن میں تین شکلیں بدلنے والی

کیمیکل گولڈ سنہری لہریہ دار چوڑیاں

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی سے بنایا ہے۔ کہ ہاتھ چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ پانچسو روپیہ کی چوڑیاں جو اگر ان کے سامنے رکھ دو۔ پھر دیکھو کونسی خوبصورت اور قیمتی معلوم ہوتی ہیں۔ تجربہ کار سنار ہو کار بھی یکایک نہیں بتا سکتا۔ کہ یہ سونے کی نہیں جہاں دکھائیے۔ انہیں کوئی دو سو روپے سے کم نہیں بتا سکتا۔ کھاؤ۔ پتاؤ۔ کسوٹی پر لگاؤ سونے ہی کا کس آئے گا۔ ہاتھوں میں پہنا کر ان کی بہار دیکھئے۔ گھڑی گھڑی میں ایک نئی طرز معلوم ہوتی ہے۔ دو چار الگ ہو جائیں۔ تو پھول سے معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب مل گئیں۔ تو عمدہ قسم کی بیل معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب الگ ہو جائیں۔ تو لہریں پڑ جاتا ہے۔ ان کو پہن کر عورتیں اگر عورتوں میں بیٹھیں۔ تو وہ عورتیں جو رات دن سونا چاندی پہنتی ہیں۔ انہیں دیکھ کر دنگ رہ جائیں گی۔ اور کہیں گی ہمیں بھی منگا دو۔ سب کی نظر ان پر پڑے تو بات نہیں۔ چمک دمک رنگ ان چوڑیوں کا ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ ملمع وغیرہ نہیں جو اتر جائے۔ قیمت ایک سٹ بارہ چوڑیوں کا دام ہے۔ چار سٹ کے خریدار کو ایک سٹ مفت۔ فرمائش کے ساتھ ناپ آنا ضروری ہے۔ محصولڈاک علاوہ

ایس۔ اے۔ اصغر اینڈ کو۔ ٹیا محل۔ دہلی

معمولی اردو خوانوں کیلئے ملازمت کا وسیع میدان

اردو شارٹ ہینڈ یا فن زود نویسی

آج کل تھوڑے وقت میں بہت سا کام کر دینے کی جو قدر و قیمت ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ انگریزی میں تو اس فن کی بہت کتب موجود ہیں۔ لیکن اردو زبان میں تا حال کوئی ایسی کتاب نہ تھی۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہمارے مکرم و مہربان جناب چوہدری گیان چند صاحب ساہنی سی۔ ٹی۔ ایس۔ ڈی (انگلینڈ) پرنسپل دی لنڈن کمرشل کالج راولپنڈی نے کئی سالوں کی لگاتار کوشش سے اس فن کی ایسی کتاب تیار کی ہے جس سے پبلک کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے جس کے لئے امید ہے۔ کہ پبلک ان کی قدر کرے گی۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ کتاب موسومہ چند رداو شارٹ ہینڈ کو پڑھ کر معمولی سے معمولی اردو خوان بھی صرف ایک ہفتہ میں بلا کسی مدد کے فن زود نویسی کا عالم بن سکتا ہے۔ تاجروں۔ سوداگروں۔ طالب علموں۔ نقل نویسوں۔ غرضیکہ ہر قسم کے اردو خوانوں کے لئے نایاب تحفہ ہے۔ کتاب عنقریب چھپکر تیار ہونے والی ہے۔ خود ہر گز درخواستیں بھیجکر ضرورتمند اصحاب اپنا نام درج رجسٹر کرا لیں۔ تاکہ چھپنے پر فوراً بھیجدیا جائے۔

قیمت معہ محصول صرف پانچ روپیہ۔ جلد سنہری۔ چھپائی دیدہ زیب

ملنے کا پتہ

شیخ الٰہی بخش۔ رحیم بخش۔ بک سیلرز اینڈ پبلشرز۔ گجرات۔ پنجاب

ہندوستان کی خبریں

—— گزٹ آف انڈیا میں حسب ذیل ترمیم شاہی ہدایات کے متعلق شائع ہوئی ہے۔ ہاہدولت اپنے گورنر جنرل ... کو اپنے نام سے اور اپنی طرف سے اختیار دیتے ہیں۔ کہ اگر اس کی نظر میں کافی وجہ موجود ہو۔ تو ہمارے کسی سیکرٹری آف سٹیٹ کی اتفاق رائے سے کسی شخص کو جسے ہندوستان میں کسی عہدہ پر ہابدولت نے مقرر کیا ہو۔ اس کے فرائض منصبی کی بجا آوری سے معطل کردے۔ جس کے متعلق بے راہ روی کا الزام عائد ہو۔ اور ان الزامات کی تحقیقات کے لئے خاص عدالت مقرر کرے۔ تاکہ عدالت مذکور کے فیصلہ کے متعلق ہابدولت کی منظوری حاصل کی جائے۔

—— شملہ ۱۴ر اگست۔ ہز ایکسلنسی وائسرائے اور لیڈی اروین ۱۷ر اکتوبر کو شملہ سے روانہ ہوکر لاہور۔ صوبہ سرحدی اور ریاست بہاولپور کا معائنہ کرتے ہوئے ۱ر نومبر کو دہلی میں داخل ہونگے۔

—— رنگون ۱۵ر اگست۔ کوہ آتش فشاں کی آتش فشانی کے سلسلہ میں مزید اطلاع مظہر ہے۔ کہ اب تک دو سو ایکڑ مزروعہ اراضی تباہ ہو چکی ہے۔

—— کلکتہ ۱۹ر اگست۔ ہائی کورٹ میں آج مسٹر جسٹس گریہم نے جیوری کی کثرت رائے سے اتفاق کیا۔ اور سولہ سالہ کے ایک مسلمان لڑکے یوسف بیگ کو بلوہ کرنے اور شدید ضرب لگانے کے جرم میں حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی۔

—— شملہ ۱۸۔ اگست۔ سرکاری اعلان مورخہ ۱۱ر مئی ۱۹۲۶ء کے حوالہ کے ساتھ عام آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مسٹر امین احمد بہار و اڑیسہ اور شمشیر سنگھ دولت پنجاب۔ جو انڈین سول سروس کے امتحان مقابلہ میں (جو جنوری ۱۹۲۶ء میں بمقام الہ آباد منعقد ہوا تھا) کامیاب ہوئے ہیں۔

—— کلکتہ ۱۹ر اگست۔ پنڈت مدن موہن مالوی اور ڈاکٹر مونجے کے خلاف جو سمن جاری کیے گئے تھے۔ وہ واپس لے لئے گئے۔ آج وکیل سرکار اڈیشنل پریسیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں حاضر ہوئے۔ اور درخواست کی۔ کہ مدن موہن مالوی اور ڈاکٹر بی۔ ایس مونجے کے خلاف مقدمہ واپس لے لیا جائے۔ کیونکہ مالوی جی کی تقریر میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں تھی۔ اور ڈاکٹر مونجے کے ورود کلکتہ کے بعد کوئی فساد نہیں ہوا۔ مجسٹریٹ نے مقدمہ واپس لینے کی اجازت دیدی۔

—— شملہ ۱۷ر اگست۔ ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب نے زراعتی افسران پنجاب کی ایک کانفرنس کو جو شملہ میں منعقد ہوئی تھی خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ محکمہ زراعت کی روز افزوں ضروریات کو پورا کرنے کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ گورنمنٹ صوبجاتی خراج کی تخفیف کے لئے مزید کارروائی کرنے والی ہے۔

—— کراچی ۱۸ر اگست۔ مولانا محمد علی۔ مولانا شوکت علی مع دیگر حضرات بکر آج بذریعہ جہاز اکبر کراچی پہنچے۔ ہزاروں آدمی ان کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ اترنے کے ساتھ ہی ... کی طرف سے اردو میں ایک منشور کا ایڈریس پیش کیا گیا۔ مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی نے مختصر تقریریں کیں اور بتایا کہ موتمر میں ہندوستان کے مسلمانوں کے مطالبات پیش کرنے میں کسی خوف یا ترغیب سے ہم لوگ متاثر نہیں ہوئے۔ ۲۲ر اگست دہلی پہنچ گئے۔

—— لاہور ۲۰ر اگست۔ گورنمنٹ پنجاب نے اعلان کیا ہے۔ کہ لدھیانہ کی موجودہ میونسپل کمیٹی جو کہ اپنے ان فرائض کو جو بروئے پنجاب میونسپل ایکٹ مصدرہ ۱۹۱۱ء اس پر عائد ہوتے ہیں سرانجام دینے کے ناقابل ثابت ہوئی ہے برطرف کردیا جائیگا۔ گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جونہی میونسپل انتخاب کے قواعد مصدرہ ۱۹۲۶ء کے مطابق نئے انتخاب عمل میں آئینگے۔ ایک اور میونسپل کمیٹی مرتب کی جائیگی اور یہ نئی کمیٹی جب مرتب ہو چکے گی۔ تو اپنے ممبران میں سے ایک کو اپنا صدر منتخب کریگی۔

—— ایک اکیاسی سالہ سزا یافتہ ملزم جو کرنال جیل سے آہنی سلاخ توڑ کر فرار ہوگیا تھا۔ کانگڑہ میں دوبارہ گرفتار کیا گیا ہے۔

—— بنگال لیجسلیٹو کونسل کے منگل وار کے اجلاس میں مہاراج کمار سرنش چندر نندی نے بنگال کونسل کی پردہ نشین خواتین کے ووٹ دینے کے متعلق انتظام کے بارہ میں سوال کیا تھا۔ جس کے جواب میں مسٹر بسے نے حکومت کی جانب سے کہا۔ کہ ترمیم شدہ قواعد انتخابات بنگال کے قاعدہ ۲۸ کے مطابق یہ ہوگا۔ کہ جہاں تک ممکن ہوسکے گا۔ خواتین رائے دہندگان کیلئے علیحدہ کمرے اور ان کے داخل ہونے و باہر نکلنے کے علیحدہ راستے بنائے جائینگے اس ذیل میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو مناسب انتظام کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ پنڈت مدن موہن مالویہ اب کے اسمبلی کے واسطے قسمت روہیلکھنڈ کمایوں کے حلقہ سے کھڑے ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مسٹر سی۔ ایس رنگا آئر صاحب بھی اسی حلقہ کی طرف سے کھڑے ہوئے ہیں۔

—— مہاراجہ صاحب کوٹہ نے اپنی ریاست میں ایک قانون نافذ کیا ہے جس کی موجودگی میں بیس سال سے کم عمر کی عورت اپنا پیدائشی مذہب تبدیل نہ کرسکے گی۔ اور ہر شخص کو تبدیل مذہب کے متعلق مجسٹریٹ سے سرٹیفکیٹ حاصل کرنا پڑے گا۔

ممالک غیر کی خبریں

—— رگبی ۱۸ر اگست۔ جنوبی انگلستان سے آئی ہوئی تمام رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ وہاں کل صبح سویرے ایک سخت طوفان باراں نمودار ہوا جس نے دکانوں سڑکوں اور اموال کو شدید نقصان پہنچایا۔ مشرقی حصوں کو خاص طور پر زیادہ نقصان پہونچا۔ درخت اکھڑ کر جا پڑے۔ اور بہت سے درختوں پر بجلی گری۔ جنہوں نے گر کر راستے روک دیئے۔ بعض مقامات میں فصلیں کٹی پڑی تھیں۔ جن کو ہوا اور پانی بہا لے گیا۔ بہت سی دوکانوں پر بجلی گری۔ لیکن ابھی نقصان جان کی کوئی خبر نہیں آئی۔ ایک چھوٹا سا ولندیزی جہاز خشکی پر چڑھ گیا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جہاز بالکل ٹوٹ جائیگا۔

—— لنڈن ۱۷ر اگست۔ ملک فیصل مقام ڈاچی سے ۱۰ روز کے لئے پرائیویٹ طور پر لنڈن آئے ہیں۔ اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے ملک معظم کا نمائندہ موجود تھا۔ آپ شاہی گاڑی میں سوار ہوکر اپنی قیام گاہ کو تشریف لیگئے۔

—— القدس ۱۷ر اگست۔ اعراب فلسطین کی تمام پارٹیوں نے یہ طے کیا ہے۔ کہ یہودیوں کے خلاف موثر کارروائی کرنے کے لئے سب کو آپس میں متحد ہونا چاہیئے۔ ایک موتمر کا انعقاد کیا جائے گا۔ جس میں یہ فیصلہ ہوگا۔ کہ کیا دولت برطانیہ سے اس امر کی درخواست کی جائے۔ کہ موجودہ نظام سیاسی میں تبدیلی کر دیجائے۔ تاکہ ملک میں حکومت خود اختیاری قائم کی جائے۔

—— پیرس ۱۸ر اگست۔ (ٹائمز آف انڈیا کا خاص تار) کہا جاتا ہے۔ کہ مصطفےٰ کمال پاشا حکومت فرانس کا ایماء اس بارہ میں معلوم کر رہے ہیں۔ کہ اگر وہ خود کو ٹرکی کا بادشاہ بنا کر خاندان کمالیہ کی بنیاد قائم کریں۔ تو کیا حکومت مذکور ان کو بادشاہ تسلیم کرے گی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مصطفےٰ کمال پاشا کی خواہش یہ ہو رہی ہے۔ کہ اپنے فائدہ کی خاطر جمہوریت کا تختہ الٹ دیا جائے۔

—— ۱۸ر اگست۔ لنڈن۔ لیبر وزارت نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۹ر اگست کو بے روزگاروں کی تعداد ۱۰۰۰۰۴۹ تھی۔ گذشتہ ہفتہ سے اس مرتبہ ۰۰۰۰۴۹ کی کمی ہے۔ لیکن سال گذشتہ کے مقابلہ میں ۰۰۰۰۲۴۴ زیادہ ہے۔

—— ان علماء کے لئے جو لباس علمی پہننے کی قانوناً صلاحیت رکھتے ہیں۔ ٹرکی میں ایک نیا سرپوش علمی طیار کیا گیا ہے۔ یہ ایک کتھئی رنگ کی ٹوپی ہے جس میں پھندنا نہ ہوگا۔

—— لنڈن ۱۷ر اگست۔ ولایت کے مشہور جریدہ "آبزرور" میں ایک مضمون کے دوران میں مسٹر جان فلبی نے موتمر اسلامیہ منعقدہ مکہ معظمہ بتاریخ ۵ر جولائی کے ان دو ریزولیوشنوں پر توجہ دلائی ہے۔ جن میں عقبہ و معان کے شرق اردن سے الحاق پر احتجاج کیا گیا ہے۔ اور حکومت حجاز سے ان کو واپس لینے کی درخواست کی گئی ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "فضائے حجاز پر جو ابر آیا ہے۔ اگرچہ وہ ابھی تک یک کف دست سے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ بحرۂ احمر کی فضا میں بادل بہت تیزی سے حرکت کرتے ہیں۔ بحرۂ احمر کے دوسرے ساحل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسٹر فلبی ہز ہائینس پرنس دالس العفاری کی اس سیاسی فتح کا ذکر فرماتے ہیں۔ جو انہوں نے دو بڑی طاقتوں (برطانیہ و اطالیہ) پر حاصل کی ہے۔ اور اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں۔ کہ ملک حبش کے متعلق کارروائی کرتے ہوئے برطانوی دفتر خارجہ نے خود کو بہت کچھ جائز نکتہ چینیوں کا ہدف بنایا ہے۔

—— ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار مقیم بغداد اطلاع دیتا ہے۔ کہ مقدس محمل کے ساتھ جو خیراتی روپیہ تھا۔ اسکے متعلق ایک سوال پیدا ہو گیا ہے۔ ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ مصری حاجیان کے لیڈر نے اس روپیہ کو متبرک سرزمین میں صرف کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہابی حکام نے ان کو آزادانہ صرف کی اجازت نہ دی تھی۔ پس وہ سب روپیہ مصر کو واپس لے گیا۔ جس کی تعداد قریب دس ہزار پونڈ تھی۔ اب مکہ شریف کے ایک سرکردہ شہری شیخ حافظ طیبازی نے اہل مصر سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ روپیہ حسب معمول تقسیم کیا جائے۔ اگر ایسا نہ ہوا۔ تو شیخ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ متبرک شہر کے ہزاروں غریب جو دوسروں کی خیرات پر ...

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر الفضل کے لئے قادیان سے شائع کیا)